حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رمضان کیسے گزارتے
مفتی محمد خان قادری
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

مُصنّف

مفتی محمّد خان قادری

کاروان اسلام 205 شادمان لاہور

نام کتاب	حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے ؟
تصنیف	مفتی محمد خان قادری
اہتمام	محمد فاروق قادری
ناشر	کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور
طباعت اول	۱۹۹۸ء
طباعت ہفتم	۲۰۰۹ء
قیمت	160/

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرمانو والہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

الاہداء

میں اپنی اس کاوش کو دنیائے اسلام کی خاتونِ اول
محسنۂ اسلام، ملکۂ فردوس بریں اُم المؤمنین حضرت سیدہ
طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ **خدیجۃ الکبریٰ** سلام اللہ علیہا
کی خدمت میں پیش کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہوں،

◎

پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزلٌ مِن قَصَبٍ لاَ نَصَبٍ لاَ صَخَب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

◎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا' لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں' تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے' ضرور اس کے روزے رکھے' اور جو بیمار یا سفر میں ہو' تو اتنے روزے اور دنوں میں' اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا' اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو' اور اللہ کی بڑائی بولو' اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی' اور کہیں تم حق گزار ہو۔

(سورہ البقرہ - 185' (ترجمہ کنزالایمان)

فہرست

ابتدائیہ

رمضان المبارک امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالی کا خصوصی انعام اور عطیہ ہے کیونکہ اسی ماہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قران کا آغاز ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ جب اللہ تعالی نے اس ماہ میں اپنی آخری کتاب و شریعت کے نزول کا افتتاح اور اپنے آخری پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے اعلان کا حکم دیا تو تا قیامت امت مسلمہ کو ان خصوصی انعامات پر بطور شکریہ ایک ماہ روزہ رکھ کر جشن منانے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات

(البقرہ۔ ۱۸۲)

اے اہل ایمان تم پر اللہ تعالی نے روزے فرض فرمائے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم صاحب تقوی بن جاؤ اور وہ چند گنتی کے دن ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی اہمت یوں بیان فرمائی ہے۔

لو یعلم العباد ما فی رمضان لتمنت امتی ان یکون رمضان السنۃ کلھا۔

(مسند ابویعلیٰ ۷۶ : ۱۸۰)

کہ اگر معلوم ہو جائے رمضان کی کیا اہمیت ہے تو امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی رہے۔

رمضان میں شیاطین کو جکڑ کر انسانوں کو اپنے در پر بلا کر تربیت کا اہتمام کیا جاتا

ہے تاکہ غفلت کے تاریک پردے دور ہو جائیں اور انسان اپنے رب کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کے درپے ہو جائے اور یہی اس کی زندگی کا حاصل اور منزل و مطلوب ہے' روزہ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو ظاہری و باطنی الائشوں سے پاک کرنے کا نام ہے۔

رمضان شریف کے ان پر انوار اور نہایت ہی قیمتی شب و روز کو گزارنے کے لئے سب سے بہتر وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا کیونکہ آپ اللہ تعالی کی منشا و رضا سے بھی خوب آگاہ ہیں اور رمضان المبارک کی اہمیت سے بھی' اس لئے ہم اس مقالہ میں اسی موضوع پر مواد جمع کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کیسے گزارتے یعنی رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات مبارکہ کیا تھے تاکہ ہم بھی انہی خطوط پر رمضان المبارک گزارنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالی کے بے پناہ الطاف و انعامات حاصل کرلیں۔

اگر واقعتاً" ہم رمضان المبارک کو انہی معمولات کی روشنی میں بسر کرنے کی کوشش کریں تو پورا سال ہی نہیں بلکہ ہماری تمام زندگی برکات سے مالا مال ہو جائے۔

رمضان ہی میں ہمیں تراویح کی نماز میں پورا قرآن سننے کا موقعہ ملتا ہے جو تعلیمات ربانی کا مرکز و سرچشمہ ہے اس میں راتوں کا قیام نصیب ہوتا ہے۔ اس میں اعتکاف اور شب بیداری میسر آتی ہے۔

کاش ہم پورا سال رمضان سے پائی ہوئی تربیت پر چل کر اپنی کھوئی ہوئی منزل کو پالیں۔

دعا ہے اللہ تعالی اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہمیں شریعت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

آمین بجاھک و بجاہ سید المرسلین

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خان قادری

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کیسے گزارتے

فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا

سوموار کے دن کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت بھی اسی روز ہوئی۔

وفی یوم الاثنین من السنة الثانية من الهجرة لليلتين خلتا من شعبان فرض الله الصيام على المؤمنين۔

دوسری ہجری' دو شعبان بروز سوموار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمضان کے روزے فرض فرمائے۔

(رسالہ رمضان، ۲۴)

فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا

یاد رہے کہ رمضان المبارک میں فرضیت روزہ کا حکم دوسری ہجری کو مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو سب سے پہلے دو چیزیں عطا ہوئیں۔

ا۔ بیت اللہ کا قبلہ ہونا ۲۔ رمضان کا روزہ

ان رمضان فرض فی شعبان فی السنة الثانية من الهجرة

ہجرت کے دوسرے سال شعبان میں فرضیت رمضان کا حکم نازل ہوا۔

(اتحاف اہل الاسلام ۷۸)

نو مرتبہ رمضان: اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ فرضیت روزہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں نو مرتبہ رمضان پایا کیونکہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے دس سال مدینہ طیبہ میں گزارے اور روزہ دو ہجری کو فرض ہوا۔ امام ابن حجر ہیثمی رقم طراز ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے یہ تصریح کی ہے۔

صام رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ رمضانات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو مرتبہ رمضان کے روزے رکھے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۹۳)

نزول قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق

رمضان المبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق روزہ فرض ہونے کے بعد قائم نہیں ہوا بلکہ آپ کا تعلق اس سے پہلے کا ہے آپ اسی کے دنوں میں غار حرا کی خلوتوں میں بیٹھ کر اپنے مولی سے تعلق مستحکم کرتے اور اسے سکون و اطمینان کا ذریعہ بناتے تھے وہ رمضان المبارک کے دن ہی تھے جن میں حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالی کا سرمدی پیغام بصورت "اقرا باسم ربک الذی خلق" لے کر آپ کے پاس آئے اور آپ اس وقت غار حرا میں تشریف فرما تھے۔ ابن اسحاق نے حضرت عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال ایک ماہ غار حرا میں خلوت و تنہائی میں چلے جاتے حتی کہ وہ ماہ آگیا جس میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا۔

وذلک الشھر شھر رمضان

اور وہ ماہ رمضان ہی تھا

(السیرۃ النبویہ ۱، ۲۳۵)

اللہ تعالی نے متعدد جگہ قرآن کے نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا اس کا نزول رمضان میں ہوا۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا

شھر رمضان الذی انزل فیہ القران۔

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

سورۃ القدر میں فرمایا۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

قرآن کریم کو ہم نے شب قدر میں نازل فرمایا ہے۔

حالانکہ اوپر گزرا رمضان المبارک کے روزے مدینہ طیبہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اسی مسئلہ پر دلائل دینے کے بعد کہتے ہیں

وبذلك ندرك عمق صلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بشھر رمضان واستعدادہ لہ قبل ان یبعثہ اللہ برسالۃ ویتلوا ایاتہ۔

اس سے ہمیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان المبارک کے ساتھ کتنا گہرا اور مستحکم تعلق ہے اور آپ اعلان رسالت و تلاوت آیات سے پہلے ہی اس کے لئے مستعد اور تیار تھے۔

(ھکذا اصام رسول اللہ ۱۸)

شیخ عطیہ محمد سالم کہتے ہیں

للرسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ارتباط برمضان لا کغیرہ من عامۃ الناس فلہ ارتباط قبل الصوم وبعد و

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان المبارک سے تعلق دوسرے لوگوں کی طرح نہیں۔ رمضان سے آپ کا تعلق روزہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے یوں بھی کہا جاتا سکتا ہے۔

ان شئت قلت قبل البعثة وبعدها۔	کہ اس سے آپ کا تعلق اعلان نبوت سے پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی۔

(مع الرسول فی رمضان - ۹۰)

آیئے اس مبارک ماہ میں آپ کے معمولات کا مطالعہ کریں۔

ا۔ رمضان المبارک سے محبت

سب سے پہلا معمول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک سے محبت فرماتے اور اس کے پانے کی دعا کرتے رہتے۔

امام طبرانی کی اوسط میں اور مسند بزار میں ہے جیسے ہی رجب کا چاند طلوع ہوتا تو آپ اللہ تعالی کے حضور یہ دعا کرتے۔

اللّٰھم بارك لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان	اے اللہ ہمارے لئے رجب و شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل رجب قال اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان وبارك لنا فی رمضان۔	حضور علیہ السلام کا یہ معمول تھا رجب شروع ہوتے ہی آپ یہ دعا فرماتے اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان کو بابرکت بنا اور رمضان میں بھی برکتیں عطا فرما۔

(مسند احمد، ۱ - ۲۵۹)

فقیر کے پاس مسند احمد کا جو نسخہ ہے اس میں "وبارک لنا فی رمضان" (ہمیں رمضان میں برکات نصیب فرما) کے کلمات ہیں جبکہ شیخ ابن رجب وغیرہ نے

"بلغنا رمضان" (ہمیں رمضان نصیب فرما) کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی الفاظ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ جب رجب اور شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے۔

اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان و بلغنا شھر رمضان

(مجمع الزوائد، ۲ - ۱۶۵)

اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں ماہ رمضان نصیب فرما۔

شیخ ابن رجب یہ روایت نقل کر کے فائدہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اس سے یہ سبق ملتا ہے انسان کو مبارک وقت پانے کے لئے دعا کرنی چاہئے تاکہ وہ اس میں مزید نیک اعمال کر کے اپنے مولی کا خوب قرب حاصل کر لے۔

وفی ھذا الحدیث دلیل علی استحباب الدعاء بالبقاء الی الازمان الفاضلة لادراك الاعمال الصالحة فیھا فان المؤمن لا یزیدہ عمرا لا خیرا وخیر الناس من طال عمرہ وحسن عملہ۔

(لطائف المعارف، ۲۳۴)

اس حدیث میں یہ رہنمائی ہے کہ انسان کا مبارک اوقات میں اعمال صالحہ ہی کے لئے زندہ رہنے کی دعا کرنا مستحب ہے کیونکہ اگر انسان مومن ہے تو اس کی عمر میں اضافہ خیر ہی کا سبب ہوتا ہے اور وہ شخص سب سے بہتر ہے جس کی عمر لمبی اور اعمال اچھے ہوں۔

چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا

جب ہمارے اسلاف نے اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول پڑھا اور رمضان المبارک کی اہمیت ان کے سامنے واضح ہوئی تو ان کا عمل بھی پڑھ لیجئے۔

حضرت یعلی بن فضل بیان کرتے ہیں۔

کانوا یدعون اللہ تعالٰی ستۃ اشھران یبلغھم رمضان ثم یدعونہ ستۃ اشھران یتقبل منھم۔

صحابہ اور تابعین چھ ماہ رمضان پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس کی قبولیت کی دعا کرتے۔

(لطائف المعارف، ۲۸۰)

یعنی چھ ماہ آمد پر خوشی اور چھ ماہ جدائی پر دکھ کا اظہار کرتے۔

۲۔ شعبان میں رمضان کی تیاری

آپ شعبان المعظم میں رمضان کے لئے تیاری فرماتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے منقول ہے رمضان کے علاوہ آپ سب سے زیادہ روزے جس ماہ میں رکھتے وہ ماہ شعبان ہے۔

کان اکثر صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شعبان۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں اکثر روزہ رکھتے

(مجمع الزوائد۔ ۳۔ ۱۹۲)

اس کی ایک حکمت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ شعبان میں شب برات میں بارگاہ الٰہی میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ میرے عمل حالت روزہ میں پیش ہوں جیسا کہ ایک حدیث ضعیف میں بھی ہے

لیکن اس کی ایک حکمت محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ شعبان میں رمضان المبارک کی تیاری فرماتے کیونکہ شعبان' رمضان کے لئے مقدمہ کی مانند ہے اس میں وہی اعمال ہوں جو رمضان میں ہوں گے۔

لیسهل التاهب لتلقی رمضان وترتاض النفوس بذلك علی طاعة الرحمٰن۔

(لطائف المعارف، ۲۵۸)

تاکہ رمضان کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے مکمل تیاری ہو جائے اور نفس' رحمن کا اطاعت پر خوش دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہو جائے۔

جیسے فرائض سے پہلے سنتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ذہن کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ ادائیگی فرائض کی ذہنی تیاری ہو سکے۔ صحابہ کے معمول سے اس حکمت کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ شعبان میں صحابہ کرام کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کان المسلمون اذا دخل شعبان اکبوا علی المصاحف فقرؤوها واخرجوا زکاة اموالکم تقویة للضعیف والمسکین علی صیام رمضان۔

شعبان شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے اپنے اموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ غریب' مسکین لوگ رمضان بہتر طور پر گزار سکیں۔

۳۔ شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام

چونکہ روزہ کا مدار چاند پر ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند خصوصاً" شعبان کا دیکھنے کا اہتمام فرماتے اگر چاند نظر آجاتا تو روزہ رکھتے اور اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر روزہ رکھتے حضرت عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

کو یہ فرماتے ہوئے سُنا :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کا جتنا خیال فرماتے اتنا کسی دوسرے ماہ کا نہ فرماتے

(ابوداؤد، باب اذا اغمی الشھر)

اپنے صحابہ کرام کو شعبان کا چاند دیکھنے اور اسے شمار کرنے کی تلقین فرماتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں فرمایا کرتے۔

احصوا ھلال شعبان لرمضان ولا تخلطوا برمضان الا ان یوافق ذلک صیامًا کان یصومہ احدکم۔

رمضان کے لئے شعبان کے چاند کو شمار کرو اور اسے رمضان کے ساتھ خلط ملط نہ کرو مگر وہ آدمی روزہ رکھ سکتا ہے۔ جو اس دن پہلے بھی روزہ رکھتا تھا۔

(الترمذی)

۴۔ شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے

اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دیتا تو رمضان شروع نہ فرماتے بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے۔

یصوم لرؤیۃ رمضان فان غم علیہ عد ثلاثین

رمضان کا چاند دیکھنے پر روزہ شروع فرماتے اور اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے

یومًا ثم صام۔
(ابوداؤد، باب اذا اغمی الشھر)

چاند نظر نہ آتا تو شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے اور پھر روزہ شروع فرماتے۔

اپنی امت کو بھی سہولت و آسانی کے لئے یہی تعلیم دی کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا تو پھر شک کے دن روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل کے پھر رمضان شروع کرو یہی حکم عید کے لئے عطا فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

فلا تصوموا حتی تروہ ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ ثلثین۔

چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نہ دیکھے بغیر عید کرو اگر ابر وغیرہ ہو تو تیس دن مکمل کئے جائیں۔

(ابوداؤد، ۳۱۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ قد امدہ لرؤیتہ، فان اغمی علیکم فاکملوا العدۃ۔

اللہ تعالی نے چاند دیکھنے تک مہلت عطا فرمائی ہے اور اگر موسم ابر آلود ہو تو تیس دن کی مدت مکمل کر لو۔

(المسلم۔ کتاب الصیام)

۵۔ رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرما لیتے

رمضان کا چاند خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اکثر صحابہ نے نہ دیکھا ہوتا مگر کوئی ایک مسلمان اس بات کی گواہی دے دیتا میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم رمضان کا اعلان کروا دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابصرت الھلال اللیلۃ۔ میں نے آج رات چاند دیکھا ہے

آپ نے فرمایا کیا تو توحید و رسالت کو مانتا ہے یعنی مسلمان ہے عرض کیا یا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا۔

اذن فی الناس فلیصوموا غدًا۔ لوگوں میں اعلان کر دو کل کا روزہ رکھیں۔ (ابوداؤد۔ ۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ لوگ چاند تلاش کر رہے تھے مجھے چاند دکھائی دیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔

انی رائیتہ فصام وامرالناس بصیامہ۔ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد۔ ۳۲۰)

۶۔ رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے

ہر ماہ چاند کے طلوع ہونے پر دعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا مگر رمضان شریف کا چاند ہوتا تو آپ یہ مخصوص دعا فرمایا کرتے نسائی میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کان اذا رائی ھلال رمضان قال ھلال رشد وخیر، جب رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ کہتے یہ چاند خیرو برکت کا ہے۔ یہ چاند خیرو برکت کا ہے میں اس ذات پہ

هلال رشد وخیر امنت بالذی خلقك۔
ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا۔

(اتحاف اہل الاسلام: ۱۰۸ بحوالہ نسائی)

۷۔ آمد رمضان پر مخصوص دعا کا معمول

جب رمضان شروع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے:

کان یقول اذا دخل شهر رمضان اللهم سلمنی من رمضان وسلم رمضان لی وسلمه منی۔

اے اللہ مجھے رمضان کے لئے سلامتی (صحت و تندرستی) عطا فرما اور میرے لئے رمضان کے اول و آخر کو بادل وغیرہ سے) محفوظ فرما اور مجھے اس میں اپنی نافرمانی سے محفوظ فرما۔

۸۔ رنگ مبارک فق ہو جاتا

جب رمضان المبارک آتا تو اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں کسی مشکل کی وجہ سے اس میں حق عبودیت میں کمی نہ ہو جائے آپ کا رنگ مبارک فق ہو جاتا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کیفیت تھی۔

اذا دخل رمضان تغیرلونه
جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق ہو جاتا۔

اس کی حکمت امام مناوی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

خشية من ان یعرض له فيه مايقصر عن الوفاء بحق
اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہو جائے جس کی وجہ

العبودیۃ فیہ۔ | سے اس میں حق عبودیت میں کمی واقع ہو جائے۔

(فیض القدیر، ۵ : ۱۳۲)

۹۔ آمدِ رمضان پر صحابہ کرام کو مبارک باد دیتے

جب یہ مقدس و مبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو اس کی آمد کی مبارک دیتے امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبشر اصحابہ یقول قد جاءکم شھر رمضان شھر مبارک کتب اللہ علیکم صیامہ تفتح فیہ ابواب الجنان وتغلق فیہ ابواب الجحیم وتغل فیہ الشیاطین فیہ لیلۃ خیر من الف شھر من حرم خیرھا فقد حرم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے جو نہایت بابرکت ہے اور اس کے روزے تم پر اللہ نے فرض فرمائے ہیں اس میں جنت کے دوروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے جو اس سے محروم ہو گیا وہ محروم ہی رہے گا۔

(النسائی، باب فضل شھر رمضان)

امام جلال الدین سیوطی اور شیخ ابن رجب کہتے ہیں مسئلہ مبارک باد کے لئے یہ حدیث بنیاد ہے۔

هذا الحديث اصل فی التھنئۃ شھر رمضان۔

رمضان کی مبارک باد پیش کرنے پر یہ حدیث اصل ہے۔

(الحاوی للفتاوی، ۱۔ ۱۹۳)

وہ ماہ مومن کے لئے کیوں مبارک باد کا سبب نہ ہو گا جس میں جنت کے دروازے کھل جائیں شیطان پر پابندی لگ جائے اور وہ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔

۱۰۔ رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے

صحابہ کو مبارک باد اور ان پر اس کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے کنزالعمال اور مجمع الزوائد میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے۔

اتاکم رمضان سید الشھور فمرحبا بہ واھلا۔

لوگو تمہارے پاس رمضان تمام مہینوں کا سردار آگیا۔ ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مجمع الزوائد۔ ۳۔ ۱۴۰)

۱۱۔ آمد رمضان پر خطبہ ارشاد فرماتے

جس دن رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے کی امید ہوتی اور شعبان کا آخری دن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے جس میں رمضان المبارک کے فضائل وظائف اور اہمیت اجاگر فرماتے تاکہ اس کے شب و روز سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں غفلت ہرگز نہ برتی جائے اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کے اس اہم معمول کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لما حضر رمضان قال رسول

جب رمضان المبارک کا ماہ آتا تو

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدجاءکم رمضان شہر مبارک۔

آپ فرمایا کرتے تمہارے پاس ایک مقدس ماہ کی آمد ہو گئی ہے۔

(مسند احمد، ۳-۱۵۸)

استقبالیہ خطبہ کی تفصیل

کتب احادیث میں رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ خطبہ کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ جسے ہم شق وار مع ترجمہ نقل کر دیتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا اے لوگو!

۱۔ قد اظلکم شہر عظیم مبارک۔

تم پر ایک نہایت ہی مبارک ماہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔

۲۔ شہر فیہ لیلۃ خیر من الف شہر۔

اس میں ایک ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

۳۔ شہر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض فرمایا اور اس میں قیام کو ثواب و اجر کے قابل بنایا ہے۔

۴۔ من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ۔

جو شخص اس میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا وہ اس کی مثل درجہ پائے گا جس نے کسی دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا۔

۵۔ ومن ادی فریضۃ فیہ

جس نے اس میں کسی فرض کو ادا کیا

کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواہ۔	وہ ایسے ہے جیسے کسی نے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کئے ہوں
۶۔ وھو شھر الصبر والصبر ثوابه الجنة۔	یہ ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔
۷۔ وشھر المواساة	یہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا مہینہ ہے۔
۸۔ وشھر یزاد رزق المومن فیه۔	اس ماہ میں مومن کے ظاہری و روحانی رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔
۹۔ من فطر فیه صائما کان مغفرة لذنوبه وعتق رقبة من النار وکان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجره شئ۔	جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا وہ اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے آزادی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب میں یہ طاقت کہاں کہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (میرا مقصد سیر کر کے کھلانا نہیں)

۱۰۔ یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی تمرة او علی شربة او مذقة للبن۔	یہ ثواب اللہ تعالی اسے عطا فرمائے گا جو ایک کھجور یا گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ پلاوے۔

۱۱۔ وھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطۃ مغفرۃ واٰخرہ عتق من النار۔	اس ماہ کا پہلا رحمت اور درمیانہ حصہ مغفرت و بخشش اور آخری حصہ آگ سے آزادی کا ہوتا ہے۔
۱۲۔ من خفف مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ واعتقہ من النار۔	جس نے اپنے ملازم کے بوجھ کو اس میں ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور دوزخ سے آزادی عطا فرمائے گا۔
۱۳۔ واستکثروا فیہ من اربعۃ خصال خصلتین ترضون بھما ربکم وخصلتین لاغناء بکم عنھا۔	اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھو ان میں دو ایسی ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو ایسی ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔
۱۴۔ اما الخصلتان اللتان ترضون بھما ربکم فشھادۃ ان لاالہ الا اللہ وتستغفرونہ۔	وہ دو چیزیں جن سے اپنے رب کو راضی کرو کلمہ طیبہ کا ذکر اور استغفار و توبہ۔
۱۵۔ واما الخصلتان اللتان لاغناء بکم عنھا فتسألون اللہ الجنۃ وتعوذون بہ من النار۔	وہ دو چیزیں جن کے بغیر بخشش نہیں' اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کے دامن رحمت کی پناہ مانگو۔
۱۶۔ ومن سقی صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لایظمأ	اور جس نے کسی روزہ دار کو افطاری کے وقت پانی پلایا اللہ تعالیٰ (روز قیامت) میرے حوض سے اسے وہ

حتی یدخل الجنة ۔ پانی پلائیں گے جس کے بعد دخول جنت تک پیاس نہیں لگے گی۔

(صحیح ابنِ خزیمہ)

تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

لما اقبل شھر رمضان جب رمضان شریف آتا

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سے فرماتے سبحان اللہ جانتے ہو۔

ماذا تستقبلون؟ تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور

ماذا یستقبلکم؟ تمہارا کون استقبال کر رہا ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا بابی انت وامی یارسول اللہ' کوئی وحی نازل ہونے والی ہوگی یا کسی دشمن سے بھیڑ ہونے والی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم۔

لکم شھر رمضان یغفر اللہ تعالیٰ فی اول لیلۃ لکل اھل ھذہ القبلۃ ۔ رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(فضائل الاوقات للبیھقی، ۱٦٦)

۱۲۔ تلاوت قرآن میں کثرت

رمضان المبارک کے ساتھ قرآن مجید کا جو گہرا تعلق ہے وہ کسی پر مخفی نہیں اس کا نزول اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس پر شروع ہوا۔

اس تعلق کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ ان دونوں کا تعلق اس ارشاد نبوی سے بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامۃ یقول الصیام ای رب منعتہ الطعام والشھوات بالنھار ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان۔

(مسند احمد، ۲، ۱۷۴)

روزہ اور قرآن قیامت کو بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے اللہ میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روکے رکھا' قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا میں اس کی شفاعت کرتا ہوں ہماری شفاعت قبول فرما۔

اگرچہ پورا سال تلاوت قرآن آپ کا وظیفہ تھی مگر رمضان میں تلاوت میں اورکثرت فرماتے سال کی بقیہ راتوں میں نوافل اور تہجد میں خوب قرآن پڑھتے مگر جب رمضان آ جاتا تو اس کی راتوں میں پہلے سے بھی طویل قرآت کرتے مسند احمد میں ہے کہ آپ کے راز دان صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ رمضان المبارک کی راتوں میں آپ کی تلاوت کے بارے میں بیان کرتے ہیں مجھے ایک دفعہ رمضان کی رات میں آپ کی معیت میں نماز ادا کرنے کا شرف ملا'

فقرأ بالبقرۃ ثم بآل عمران ثم بالنساء لا یمر بآیۃ تخویف الا وقف وسأل فما صلی الرکعتین حتی جاء بلال فاذن

آپ نے سورہ بقرہ پڑھی پھر آل عمران' پھر النساء پڑھی جس آیت میں خوف الٰہی کا ذکر آتا وہاں ٹھہر کر اللہ تعالی سے مانگتے ابھی آپ نے دو رکعتیں مکمل نہیں کیں تھیں۔ تو

بالصلاۃ۔ بلال نے فجر کی اذان دے دی۔

یعنی تمام رات قرآن کی تلاوت جاری رہی۔

امام ابن حجر مکی رمضان اور قرآن کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یطیل القرآن فی قیام رمضان لیلاً اکثرہ من غیرہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی راتوں میں دیگر راتوں کی نسبت زیادہ تلاوت فرمایا کرتے۔

(اتحاف اہلِ الاسلام، ۲۹۲)

۳۔ ہر رمضان میں سارا قرآن سناتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ شرف حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہر سال رمضان المبارک میں سارا قرآن مجید سناتے اور وصال کے سال دو دفعہ قرآن مجید سنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی کون سی قراتد افضل ہے انہوں نے فرمایا۔

قراءۃ عبد اللہ

حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرات سب سے افضل ہے

اس پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کان یعرض علیہ القرآن فی کل رمضان مرۃ الا العام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہر رمضان میں ایک دفعہ مکمل قرآن سناتے جس سال آپ کا وصال مبارک ہوا اس مرتبہ دو دفعہ آپ

الذی قبض فیہ فانہ عرض علیہ مرتین۔

نے انہیں قرآن سنایا۔

(ابنِ سعد، ۲ - ۲۴۲)

ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے

انہی کو یہ شرف بھی حاصل ہے ان سے آپ مجید کی تلاوت سنا کرتے۔
بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اقرأ علیک وعلیک انزل

آپ صاحب قرآن ہیں میں کیسے آپ کو سناؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی احب ان اسمعہ من غیری۔

میں دوسرے کی زبان سے سننا پسند کرتا ہوں۔

میں نے سورۂ نساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت مبارک پر پہنچا

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھولاء شہیدا۔

وہ کیا سماں ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے۔

فرمایا کافی ہے میں نے آپ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو

فاذا عیناہ تذرفان۔

آپ کی مقدس آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

۱۴۔ جبریل امین کے ساتھ قرآن کا دور

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ حضرت جبریل امین رمضان کی ہر رات سدرہ چھوڑ کر حجرہ نبوی میں آ جاتے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جو حصہ قرآن نازل ہو چکا ہوتا اس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کرتے یعنی جبریل امین آپ کو قرآن سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل امین کو سناتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔

وکان یلقاہ جبریل فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔

(البخاری۔ کتاب صوم)

رمضان کی ہر رات جبریل امین آپ سے ملاقات کرتے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے۔

بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔

فکان جبریل یتعاھدہ کل سنۃ فیعارضہ بما نزل علیہ من رمضان الی رمضان۔

(فتح الباری، ۱۔ ۳۱)

جبریل امین ہر سال آتے تو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک قرآن مجید کے نازل شدہ حصہ کا آپ کے ساتھ دور کرتے۔

۱۵۔ آخری رمضان میں دو مرتبہ دور

اگرچہ ہر سال رمضان میں جبریل امین آپ سے ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے مگر جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس رمضان میں دو دفعہ جبریل امین نے آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے۔ وصال کے سال آپ نے مجھے فرمایا۔

ان جبریل کان یعرض علی القرآن فی کل سنۃ مرۃ فقد عرض علی العام مرتین۔

جبریل ہر سال مجھ سے قرآن کا دور ایک مرتبہ کرتے اس سال انہوں نے مجھ سے دو دفعہ دور کیا ہے۔

(ابنِ سعد، ۲ - ۱۹۵)

۱۶۔ سخاوت کی برسات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات میں سب سے بڑے سخی ہیں آپ کی بارگاہ سے سائل کبھی خالی نہیں لوٹا اگر اس وقت کچھ پاس نہ ہوتا تو قرض اٹھا کر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس شے کا بھی سوال کیا گیا آپ نے عطا فرمائی ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا مجھے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں آتی ہیں ان کی مقدار عطا کرو آپ نے اسے عطا کیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔

اسلموا فان محمد ایعطی عطاء مایخاف الفقر۔

اسلام قبول کر لو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سخاوت کرتے ہیں کہ انہیں فقر کی فکر ہی نہیں۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

۲۔ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ آپ کی سخاوت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مجھے نہایت ہی مبغوض اور ناپسند تھی لیکن مجھے آپ نے ہمیشہ اس قدر عطا فرمایا۔

حتی انہ لاحب الناس الی

کہ آپ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب ہو گئے۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

۔ امام ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے موقعہ پر صفوان بن امیہ کو تین بار سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے حنین سے واپسی پر بہت سے دیہاتی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ کر سوال کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو کان لی عدد ھذہ العضاہ نعمًا قسمتہ بینکم ثم لا تجدونی بخیلاً ولا کذوبًا ولا جبانا۔

اگر ان درختوں کو مانند میرے پاس مال و دولت ہوتی تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم مجھے اس معاملہ میں بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئًا فقال لا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ بھی مانگا گیا آپؐ نے کبھی انکار نہیں فرمایا

(البخاری۔ کتاب الادب)

خود اپنی زندگی فقر و فاقہ میں بسر فرماتے مگر لوگوں پر عطیات کی ایسی بارش فرماتے کہ قیصر و کسریٰ بھی اس پر حیران ہو جاتے پھر آپ کی سخاوت محض مال و دولت لوٹانے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ تمام انواع سخاوت پر مشتمل تھی۔

من بزل العلم والمال وبذل نفسہ للہ تعالیٰ فی اظہار

اگر وہاں مال لوٹایا جاتا تھا تو علم بھی تقسیم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب اور اس کے بندوں کی رہنمائی کے لئے جدوجہد کی

دینه وهدایة عباده و ایصال النفع الیهم بکل طریق من اطعام جائعهم ووعظ جاهلهم وقضاء حوائجهم وتحمل اثقالهم۔

جاتی مثلاً" بھوکوں کو کھانا کھلانا' جہال کو نصیحت کرنا' مخلوق کی حاجتوں کو پورا کرنا اور ان کے بوجھوں کو بانٹا بھی تھا۔

آپ علیہ السلام کی سخاوت مبارکہ اعلان نبوت کے بعد شروع نہیں ہوئی بلکہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ میل جول ہوا اس وقت سے ہے۔ اعلان نبوت کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جن کلمات کے ساتھ آپ کی مدح کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے۔

واللہ لایخزیك اللہ ابدا انك تصل الرحم وتقری الضیف وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق۔

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی پریشان نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ تو رشتہ کو جوڑنے والے' مہمان نواز' لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے بے سہاروں کا سہارا اور حق کی راہ میں مشکلات پر تعاون فرمانے والے ہیں

(البخاری، باب بدا الوحی)

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں ہر دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ جب رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا تو سخاوت میں اور اضافہ فرما دیتے صحابہ کا بیان ہے ہم نے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی برسات کو تیز ہوا سے بڑھ کر دیکھا ہے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔

وکان اجود مایکون فی شھر رمضان۔

ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

روایت کے آخری الفاظ ہیں۔

فاذا لقیہ جبریل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلۃ۔

جب جبریل آمین آ جاتے تو آپ کی سخاوت کی برسات کا مقابلہ تیز ہوا نہ کر پاتی۔

(البخاری، کتاب الصیام)

ابن سعد میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

فاذا اصبح النبی صلی اللہ علیہ من لیلۃ التی یعرض فیھا مایعرض اصبح وھواجود من الریح المرسلۃ لایسأل شیأ الا اعطاہ۔

رات کو جبریل امین آپ سے قرآن کا دور کرتے جب صبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے آپ سے جو شے بھی مانگی جاتی آپ عطا فرماتے۔

(الطبقات، ۲، ۱۹۵)

کثرت جود وسخا کی حکمتیں

رمضان المبارک میں سخاوت میں اضافہ کی متعدد حکمتیں ہیں۔

ا۔ ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انعامات و اکرام میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

فكان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤثر متابعة سنة اللہ فی عبادہ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندوں کے بارے میں سنت الیہ کو اپناتے اور جو دو سخا میں اضافہ کر دیتے۔

(غایۃ الاحسان، ۲۴)

۲۔ رمضان میں صدقہ دیگر مہینوں کے صدقہ سے افضل ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل الصدقة صدقة فی رمضان۔

رمضان میں صدقہ دیگر صدقات سے افضل ہوتا ہے۔

(کنز العمال، ۱۶۲۴۹)

۳۔ روزہ داروں اور طاعت الٰہی بجا لانے والوں کی اعانت ہے اور اس سے ان کی مثل اجر نصیب ہوتا ہے' حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من فطر صائمًا کان لہ مثل اجرہ غیر انہ لا ینقص من اجر الصائم شئی۔

جس کسی نے روزہ افطار کروایا اسے اس کی مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔

(الترمذی، کتاب الصوم)

۴۔ رمضان المبارک خصوصی طور پر غمخواری اور تعاون کا مہینہ ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وشھر [illegible] ة وشھر یزاد

رمضان کا مہینہ غمخواری کا مہینہ ہے۔

رزق المومن فیہ ۔ اوراس میں مومن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ)

۵۔ روزہ اور صدقہ کا اجتماع حصول جنت کا سبب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک محل ہے جس کا باہر، اندر اور اندر سے باہر سے دکھائی دے گا صحابہ نے عرض کیا۔

لمن ھی یارسول اللہ ؟ یارسول اللہ یہ کس کا ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لمن طیب الکلام واطعم الطعام وادام الصیام وصل باللیل والناس نیام۔ ——— اس کا ہے جس نے کلام اچھا پاکیزہ کیا، کھانا کھلایا اور اس وقت رات کو نماز پڑھی جب لوگ سو جائیں۔

(الترمذی، ۱۹۸۵)

۶۔ چونکہ جبریل امین کی آمد محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام محبت ہوتا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر خوب صدقات فرماتے۔ اس سے آئمہ امت نے یہ استدلال فرمایا جب کسی صالح شخص سے ملاقات نصیب ہو تو آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مخلوق خدا پر خرچ کرے۔ شارح مسلم امام نووی فوائد حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں **زیادۃ الجود والخیر عند لقاء** اس حدیث میں یہ تعلیم ہے جب کسی نیک آدمی سے ملاقات ہو تو خوب سخاوت کرنی چاہئے۔ (شرح نووی ۱۵ - ۶۹)

خصوصی نوٹ

جب ہر نیک و صالح کی ملاقات پر یہ معمول نہایت ہی پسندیدہ بلکہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی سنت ہے تو جب اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے تو اس وقت امتی کا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدقات و خیرات کرنا کتنا پسندیدہ عمل ہو گا؟

جن لوگوں کو آپ کی غلامی و اتباع سے صالحیت نصیب ہوئی ان کی ملاقات و زیارت کے وقت اظہار خوشی اور صدقات و خیرات کو جائز سمجھنا اور ان کے مقتدا اور سرچشمہ ہدایت و نور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقعہ پر ان اعمال کو بدعت قرار دینا خود سوچئے کتنا بڑا ظلم و زیادتی ہو گی؟

۱۷- قیدیوں کو آزاد فرماتے

رمضان المبارک میں سخاوت و فیاضی کی ایک صورت یہ تھی کہ قیدیوں کو آزاد فرماتے۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن سعد نے طبقات میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اطلق کل اسیر واعطی کل سائل۔

آپ تمام قیدیوں کو آزاد اور ہر سوالی کو عطا فرماتے۔

(فضائل الاوقات، ۱۹۴)

امام عبدالرؤف المناوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وفیہ ندب عتق الاساری عند اقبال رمضان والتوسعۃ علی الفقراء والمساکین۔

اس معمول نبوی میں یہ تعلیم ہے کہ آمد رمضان پر قیدیوں کو رعایت دی جائے اور فقراء و مساکین پر خوب خرچ کیا جائے۔

(فیض القدیر، ۵: ۱۳۲)

۱۸۔ حالت روزہ میں مسواک فرمایا کرتے

مسواک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیار تھا وہ ہر صاحب فہم پر واضح ہے، حالت روزہ میں بھی آپ مسواک فرمایا کرتے تھے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول ان الفاظ میں مروی ہے۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاك وھو صائم مالا اعد ولا احصی۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت روزہ میں بے شمار اور لا تعداد دفعہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی منقول ہے۔

خیر خصال الصائم السواك

روزہ دار کی بہتر خصلت مسواک کرنا ہے۔

(السنن الکبریٰ، ۴: ۲۷۲)

۱۹۔ پچھنے لگوا لیتے

جسم سے فاسد مواد خارج کرنے کے لئے پچھنے لگوائے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو صائم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت روزہ میں پچھنے لگواتے

(متفق علیہ)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ خون کا عطیہ دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں اس قدر نہ دیا جائے کہ کمزوری کہ وجہ سے روزہ ختم کرنا پڑے۔

۲۰۔ سرمہ لگا لیتے

روزہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یکتحل وھو صائم ۔ حالت روزہ میں سرمہ لگایا کرتے

(ابوداؤد ۔ کتاب الصیام)

امام ابوداؤد سے یہ تصریح فرمائی ہے جس روایت میں حالت روزہ میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام یحیٰی بن معین نے واضح کر دیا ہے۔

ھو حدیث منکر۔ وہ روایت منکر ہے یعنی قابل استدلال نہیں

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

۲۱۔ سترہ رمضان کی صبح قبا تشریف لے جاتے

جس طرح ہر ہفتہ کے دن قبا شریف جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ اسی طرح رمضان المبارک کے سترہویں صبح بھی آپ قبا تشریف لے جاتے خواہ وہ کونسا دن ہوتا شیخ ابوموسی المدائنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأتی قبا صبیحۃ سبع عشرۃ من رمضان ای یوم کان ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی سترہ تاریخ کو قبا تشریف لے جایا کرتے خواہ وہ کون سا دن ہوتا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۰۳)

۲۲- ٹھنڈک حاصل فرماتے

اگر گرمی شدید ہوتی تو حالت روزہ میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے سر اقدس پر پانی ڈالتے' ابوداؤد میں ایک صحابی سے مروی ہے۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج یصب علی رأسہ الماء و ھو صائم من العطش او من الحر۔

میں نے مقام عرج پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کے حالت میں دیکھا کہ پیاس یا گرمی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔

(ابوداؤد، باب الصائم یصبت علیہ الماء)

عروج مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔

بل ثوبًا فالقی علیہ وھو صائم۔

حالت روزہ میں تر کپڑا ان پر ڈالا جاتا تھا۔

(الصیام ورمضان، ۲۳۵)

یاد رہے ایسے عمل کے ذریعے عبادت میں بے صبری اور تنگی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ اس میں کراہت ہے۔ یہ محض عبادت میں تعاون کے لئے ہونا چاہئے۔

۲۳- ماہ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے

جیسا کہ خطبہ مبارک سے واضح ہوا صحابہ کے سامنے ماہ رمضان کی اہمیت اور فضیلت بیان فرماتے تاکہ امت اس کی خوب قدر کرے اور اس میں عبادت الٰہی میں

اضافہ کرے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب رمضان شروع ہوتا ہے

فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین۔

جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

۲۔ ابن ماجہ' ابن حبان' حاکم اور بیہقی نے انہی سے مذکورہ الفاظ کے بعد نقل کیا کہ رمضان کی ہر رات ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے۔

یاباغی الخیراقبل ویا باغی الشراقصرولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة۔

اے خیر بجا لانے والے اس میں جلدی کر اور اے شر کے درپے اس سے باز آجا اس کی ہر رات اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو آزاد فرماتا ہے۔

(السنن الکبریٰ، ۴ : ۳۰۳)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی ہر رات یہ آواز دی جاتی ہے کوئی ہے معافی مانگنے والا' اسے معافی دے دی جائے؟ کوئی ہے دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کی جائے؟ کوئی ہے سائل اسے عطا کیا جائے؟ ہر روز افطار کے وقت۔

عتقاء من النار ستون الفا فاذا کان یوم الفطر اعتق مثل ما اعتق فی جمیع الشھر

ساٹھ ہزار دوزخی آزاد کئے جاتے ہیں جب عید کا دن آتا ہے تو تمام ماہ میں آزاد کردہ دوزخیوں کی مقدار کے برابر افراد کو آزادی دی جاتی ہے۔

(کنز الاعمال، ۲۳۷۰۴)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کے ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ۔

الف الف عتیق من النار۔ ایک کروڑ آدمی کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔

اور جب رمضان کی انتیس رات آتی ہے تو

اعتق اللہ فیھا مثل جمیع ما اعتق فی کل شھر۔ تمام ماہ میں آزاد کردہ کی مقدار اس میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

(اتحاف، ۴۶)

۵۔ امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سید الشھور رمضان وسید الایام الجمعۃ۔ تمام مہینوں کا سردار رمضان اور تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔

(ابنِ عساکر، ۷: ۲۵۶)

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے حالت ایمان اور رضائے الٰہی کی خاطر رکھے۔

غفرلہ ما تقدم من ذنبہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

(بخاری ومسلم)

۷۔ طبرانی نے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک آدمی دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے تھا وہ جب بھی حوض کی طرف آتا اسے دور کر دیا جاتا۔

نجاۂ صیام رمضان فسقاہ وروواہ۔

اس کے پاس رمضان کے روزے آئے اور انہوں نے اسے خوب سیر کر کے پانی پلایا۔

(رسالہ رمضان، ٦٩)

٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی خاطر ابتدا سال سے لے کر دوسرے سال تک جنت کو خوب سجایا جاتا ہے۔

فاذا کان اول یوم من رمضان بھت ریح تحت العرش من ورق الجنۃ علی الحور العین

جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں حوروں پر ہوا چلتی ہے۔

اور وہ حوریں کہتی ہیں اے ہمارے رب اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ایسے خاوند بنا جس کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہماری وجہ سے ٹھنڈی ہوں۔ (شعب الایمان بیہقی)

٩۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی آمد پر ایک دن فرمایا۔

اتاکم رمضان شھر برکۃ یغشاکم اللہ فیہ ینزل الرحمۃ ویحط الخطایا و یستجیب فیہ الدعائینظر اللہ تعالیٰ الی تنافسکم فیہ ویباھی بکم ملائکۃ۔

تمہارے پاس ماہ برکت رمضان آیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں تم پر خصوصی توجہ فرماتا ہے اپنی رحمت نازل فرماتے ہوئے گناہ معاف اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اس میں تمہارے شوق و ذوق کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اور ملائکہ میں تم پر فخر فرماتا ہے۔

لہذا تم اس میں خوب نیکی و خیر بجا لاؤ' بدبخت ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (المعجم الکبیر الطبرانی)

١٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

یغفر لامته فی اخر لیلة فی رمضان۔ — رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ

اھی لیلة القدر؟ — کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ولکن العامل انما یوفی اجره اذا قضی عمله۔ — نہیں لیکن کام مکمل کرنے والے کو اس کی محنت پر کامل اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔

(مسند احمد)

٢٤۔ روزے کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان کی اہمیت کے ساتھ ساتھ روزے کی فضیلت و اہمیت بھی اجاگر فرماتے۔

١۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام جنة من النار کجنة احدکم من القتال۔ — روزہ دوزخ سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ جیسے ڈھال تمہیں قتال کے موقعہ پر محفوظ رکھتی ہے۔

(النسائی۔ کتاب الصیام)

امام بیہقی نے انہی سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

الصوم جنّة من عذاب الله روزہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈھال ہے۔

(اتحاف - ۲۵)

۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حصنا امتی الصیام والقیام میری امت کی دو حفاظت گاہیں ہیں روزہ اور رات کا قیام

(مسند احمد، طبرانی)

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل حسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف الا الصوم ہر نیکی کا اجر دس سے لے کر سات سو تک ہے مگر روزہ (اس کے اجر کی کوئی حد نہیں)

(فتح الباری ۴۰ : ۱۱۰)

۴- حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الصوم لی وانا اجزی به روزہ میرے لئے ہوتا ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔

(المسلم۔ کتاب الصیام)

۵- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی زکوۃ ہے۔

وزکاة الجسد الصوم جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔

(المعجم الکبیر ۶۰ : ۲۳۸)

۶- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کا ایک دروازہ ہوتا ہے۔

وباب العبادۃ الصیام عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین، ۴ : ۹۲)

۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام نصف الصبر روزہ، صبر کا نصف ہے۔

یاد رہے ایک روایت میں صبر کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے لہٰذا روزہ ایمان کا چوتھائی قرار پائے گا۔

۸- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن روزہ رکھا۔

باعد اللہ منہ جھنم مسیرۃ مائۃ عام۔ (النسائی) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوزخ سے سو سال کی مسافت دور فرما دے گا۔

۹- نسائی اور ابن خزیمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کسی عمل کی نصیحت فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیک بالصوم فانہ لاعدل لہ۔ روزہ رکھا کرو اس کے برابر کوئی نہیں

میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ۔

مرنی بعمل؟ مجھے اور کوئی عمل بتایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليك بالصوم فانه لا مثيل له   روزہ رکھا کرو اس کا کوئی بدل نہیں۔

میں نے سہ بار عرض کیا یا رسول اللہ اس کے علاوہ کوئی عمل فرمایا۔

عليك بالصوم فانه لا مثل له   روزہ دار بنو روزہ کی مثل ہی نہیں۔

صحیح ابن حبان میں اسی روایت کے الفاظ یہ ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔

دلني على عمل ادخل به الجنة۔   مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کی وجہ سے میں جنتی ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليك بالصوم فانه لا مثيل له   روزہ رکھا کرو اس کی کوئی مثل نہیں

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اس قدر روزہ کے پابند ہوئے۔

لا يرى في بيته الدخان نهارا الا اذا نزل بهو ضيت - (غاية الاحسان-۳۵)   ان کے گھروں کا اگر چولہا جلتا تو محسوس ہو جاتا آج کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔

یعنی مہمان کی وجہ سے دن کو کھانا پکتا ورنہ نہیں۔

۲۵- روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان المبارک اور روزہ کی برکات کے ساتھ ساتھ روزہ دار کا مقام اور درجہ بھی بیان فرماتے۔

جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام "ریان" ہے روز قیامت فرمایا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ آواز سن کر روزہ دار کھڑے ہوں گے انہیں ریان دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

فاذا دخلوا اغلق علیھم فلم یدخل منه احد۔

جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی داخل نہ ہو گا۔

(بخاری و مسلم)

کبھی پیاس نہیں لگے گی

انہی سے یہ مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہو گا وہ ایسا مشروب پیئے گا۔

ومن شرب لم یظمأ ابدا

جو اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس محسوس نہ ہو گی

(النسائی۔ کتاب الصیام)

روزہ دار کے لئے پانچ بشارتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئیں۔

۱۔ خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔

روزہ دار کے منہ کے خوشبو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

۲۔ تستغفر لھم الحیتان حتی یفطروا۔ افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔

۳۔ یزین اللہ عزّوجل کل یوم جنّۃ۔ ہر روز جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔

۴۔ تصفد فیہ مردۃ الشیاطین شیاطین کو رمضان میں قید کردیا جاتا ہے۔

۵۔ یغفر لہ لھم فی اخر لیلۃ۔ آخری رات امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

ہر وقت عبادت میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہے۔

وان کان ناماً علی فراشہ اگرچہ وہ بستر پر سویا ہوا ہو

(کنزالعمال، ۲۳۸۶۲)

جنت کا کھانا اور مشروب

انہی سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے روزے نے کھانے پینے سے روکے رکھا۔

اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ وسقاہ من شرابھا۔ اللہ تعالیٰ جنت سے اسے پھل کھلائے گا اور جنت کے مشروب سے اسے سیراب فرمائے گا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۳۶)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔

فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ۔ — ایک خوشی بوقت افطار اور دوسری اپنے رب تعالٰی سے ملاقات کے وقت

(مسند احمد، ۴ : ۱۱۰)

روزہ دار کے لئے ملائکہ کی دعا

ایک آدمی نے اگر نفل روزہ رکھا ہوا ہے دوسرا آدمی اس کے پاس کھا رہا ہے تو جب تک کھانے والا فارغ نہیں ہوتا روزہ دار کے لئے اللہ تعالٰی کے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے پاس جب کوئی کھانا کھاتا ہے۔

لم تزل یصلی علیہ الملائکۃ حتی یفرغ من طعامہ۔ — تو ملائکہ اس کے فارغ ہونے تک روزہ دار کے لئے اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں

(مسند احمد، ۶ : ۳۶۵)

۲۶ - روزہ کی نیت

یاد رہے کسی عمل کا ثواب نیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

انما الاعمال بالنیات — اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

نیت دل کے عزم اور مصمم ارادے کا نام ہے یعنی عمل کرتے وقت انسان یہ ارادہ کرے میں یہ کام اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے لئے کر رہا ہوں روزہ تو نام ہی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور جماع سے رک جانا ہے۔

قضا اور کفارۂ روزہ کی نیت

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قضا و کفارہ کے روزہ کی رات کو نیت کرنا ضروری ہے امام نووی فرماتے ہیں۔

ولا نعلم احداً خالف فی ذلک۔ ہمارے علم میں اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(المجموع، ۶ : ۳۳۷)

روزہ رمضان کی نیت

اس بارے میں اختلاف ہے دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرنا ضروری ہے لیکن علماء احناف کی تحقیق یہ ہے کہ روزہ کا اکثر حصہ گزر جانے سے پہلے نیت کر لینے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء میں ایک آدمی کو حکم دیا جاؤ یہ اعلان کر دو۔

ان من اکل فلیصم ومن لم یاکل فلا یاکل۔ جس نے کھایا ہوا ہے وہ روزہ رکھ لے اور جس نے نہیں کھایا وہ اب نہ کھائے۔

(البخاری)

دیگر لوگوں کی دلیل یہ روایت ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لم یبیت الصیام من الیل فلا صیام لہ۔ — جس نے رات نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔

(النسائی)

روایت کے بارے میں احناف کا موقف ہے کہ یہ مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

والصحیح عن ابن عمر موقوف۔ — صحیح یہی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔

امام ترمذی کی رائے ہے۔

الموقوف اصح — اصح یہی ہے کہ صحابی کا قول ہے۔

امام نسائی کی تحقیق یہ ہے۔

الصواب عندی انہ موقوف ولم یصح رفعہ۔ — میرے نزدیک درست یہی ہے کہ یہ موقوف ہے اور اس کا فرمان نبوی ہونا صحیح نہیں۔

(فقہ الصوم، ۲ : ۶۰۵)

اگر اسے مرفوع تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ کامل روزہ وہ ہے جس کی نیت رات کو کر لی جائے امام بدرالدین عینی احناف کی طرف سے یہی بات یوں بیان کرتے ہیں۔

بعد التسلیم بصحتہ وسلامتہ عن الاضطراب بانہ محمول علی نفی الفضیلۃ والکمال — اگر اسے صحیح اور اضطراب سے محفوظ مان ہی لیا جائے تو یہ نفی فضیلت و کمال پر محمول ہوگی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

كمافى قوله صلى الله عليه وسلم لاصلاة لجار المسجد الافى المسجد۔ فرمان ہے مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی۔

(عمدۃ القاری، ۱۰ : ۳۰۶)

۲۷۔ سحری تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سحری تناول فرماتے اور اسے غدا مبارک (صبح کا بابرکت کھانا) قرار دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سحری کے وقت فرمایا کھانے کے لئے کچھ لاؤ۔

فاتيته بتمر واناء فيه ماء میں نے آپ کی خدمت اقدس میں کھجور اور پانی پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انظر رجلاً ياكل معى دیکھو کوئی ہے جو میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ستو تناول کئے ہیں اور روزہ کی نیت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے بھی تو روزہ رکھنا ہے، تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری میں شریک ہوئے۔ (نسائی، السحور بالسویق والتمر)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔

تسحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کیا کرتے تھے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سحری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے۔

قربی الینا الغداء المبارک — ہمارے لئے صبح کا بابرکت کھانا لاؤ۔

(النسائی، کتاب الصیام)

ایک صحابی سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سحری کے وقت گیا۔

دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتسحر۔ — جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہوا تو آپ سحری فرما رہے تھے۔

فرمانے لگے

انھا برکۃ اعطاکم اللہ ایاھا فلا تدعوہ۔ — سحری سراپا برکت ہے اور اللہ تعالی نے خصوصاً یہ تمہیں عطا فرمائی ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔

(النسائی، فضل السحور)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السحور فی رمضان قال ھلموا الی الغداء المبارک۔ — مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا آؤ بابرکت کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

(مسند احمد، ۴: ۱۲۶)

۲۸۔ سحری کو غدا مبارک قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو صبح کا بابرکت کھانا قرار دیا جیسا کہ بعض مذکورہ روایات میں ذکر ہوا۔

حضرت معدی کرب رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سحری کھانے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فانه هو الغداء المبارك — کیونکہ یہ صبح کا بابرکت کھانا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے کلمات سنے۔

هلموا الى الغداء المبارك — صبح کے بابرکت کھانے میں آؤ شرکت کرو۔

(النسائی، تسمیۃ السحور غداءً)

۲۹۔ سحری کھجور سے بھی فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کی طرح سحری بھی کھجور سے فرماتے اور وہ بھی زیادہ نہیں ہوا کرتیں تھیں بلکہ اکثر فقط دو کھجوریں اور پانی ہوتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس جو سحری پیش کی جاتی تھی۔

ربما لم يكن الا تمرتين۔ — وہ اکثر دو کھجوریں ہوا کرتیں تھیں۔

(مع الرسول فی رمضان، ۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں سحری کا بندوبست کرو۔

فاتیتہ بتمر وانا ء فیہ ماء — تو میں نے کھجور اور ایک برتن میں پانی لا کر پیش کیا۔

(النسائی، السحور بالتمر)

۳۰۔ کھجور کو بہترین سحری قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ساتھ سحری کو بہترین سحری قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم سحور المومن التمر — مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

(ابوداؤد، ۲۳۴۵)

امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم السحور التمر — بہترین سحری کھجور ہے۔

(المعجم الکبیر، ۷: ۱۸۹، ۱۷: ۲۸۳)

کسی بھی شے سے سحری کی جا سکتی ہے؟

باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے کسی شے کو بھی مخصوص نہیں فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اراد ان یصوم فلیتسحر بشئ۔ — جو بھی روزے رکھنا چاہے وہ کسی نہ کسی شے سے سحری کر لے۔

(مسند احمد، ۳: ۳۶۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

تسحروا ولو بشربة من ماء — سحری کرو خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہو۔

(الکامل لابن عدی، ۲ : ۷۶۷)

امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق

سحری کو امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق قرار دیا' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فصل ما بین صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر — ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری تناول کرنے کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۳۱۔ امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی

اپنی امت کو رمضان المبارک میں سحری کرنے کی تعلیم دی تاکہ امت مشقت میں نہ پڑے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تسحروا ان فی السحور برکة — سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السحور کله برکة فلا تدعوه — سحری سراپا برکت ہے اور اسے ترک نہ کیا کرو۔

(مسند احمد، ۳ : ۱۲)

سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں

مذکورہ روایت میں ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کرو اگرچہ

پانی کے گھونٹ پر ہو۔

فان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین۔
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

(مسند احمد، ۳، ۱۲)

۳۲- سحری میں برکت کی دعا فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی سحری میں برکت کی دعا بھی فرمائی، امام دار قطنی نے "الافراد" میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے۔

اللّٰھم بارک لامتی فی سحورھا۔
اے اللہ میری امت کو سحری میں برکت عطا فرما۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۶۵)

اس کے بعد فرمایا سحری کیا کرو اگرچہ پانی کا گھونٹ ہو یا ایک کھجور ہو یا زبیب کے دانے ہو کیونکہ سحری کرنے والوں کے لئے ملائکہ دعا کرتے ہیں۔
(اتحاف اہل الاسلام، ۱۶۵)

۳۳- سحری کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے

سحری کے ساتھ ساتھ سحری کرنے والوں کو بھی اپنی مبارک دعا سے نوازا، امام طبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اللّٰھم صل علی المتسحرین
اے اللہ سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔

(اتحاف، ۱۶۶)

۳۴۔ سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو سراپا برکت قرار دیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ واقعی اس طعام سے بڑھ کر برکت والا طعام کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا سبب بنے۔

۲۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی مخالفت قرار دیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ یہ روزہ رکھنے میں معاون ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار و بقیلولة النهار علی قیام اللیل۔

سحری کے کھانے سے دن کے روزہ پر اور رات کے قیام پر دن کے قیلولہ سے مدد حاصل کرو۔

(ابنِ ماجہ، المستدرک، ۱ : ۴۳۵)

۳۵۔ سحری میں تاخیر فرماتے

سحری تناول فرمانے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس میں خوب تاخیر سے کام لیتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کی جماعت ہیں۔

امرنا ان نؤخر سحورنا

ہمیں سحری میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب الصیام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی۔ پھر دونوں نماز فجر کے لئے نکلے راوی حدیث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا وقت تھا؟ تو انہوں نے فرمایا۔

قدر مایقرأ الانسان خمسین ایة — اتنے وقت میں آدمی قرآن کی پچاس آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔

(بخاری، باب وقت الفجر)

دوسری روایت میں سحری اور اذان کے درمیان اتنا وقت بیان ہوا ہے (البخاری، کتاب الصوم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کرنے کا شرف حاصل تھا ان سے عرض کیا گیا۔

ای ساعة تسحرت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ — آپ نے کون سے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی؟

تو انہوں نے فرمایا۔

ھو النھار الا ان الشمس لم تطلع۔ — خوب روشنی ہو چکی تھی البتہ سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

(النسائی)

یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اپنے گھر سحری کرتا۔

ثم تکون سرعتی ان ادرک السجود مع رسول اللہ صلی — پھر بڑی جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو جاتا۔

اللہ علیہ وسلم۔

(البخاری، کتاب الصوم)

بخاری کی ہی دوسری روایت کے الفاظ ہیں میں سحری کرتا۔

ثم یکون سرعۃ بی ان ادرک صلاۃ الفجر مع رسول اللہ۔

اور پھر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کرنے کے لئے حاضر ہو جاتا۔

(البخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نماز فجر کی اطلاع کے لئے حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔

فدعا بقدح فشرب وسقانی ثم خرج الی المسجد للصلاۃ۔

(مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اس سے خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا اس کے بعد نماز کے لئے مسجد کی طرف تشریف لائے۔

اگر بلال نہ ہوتے

مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ سحری فرما رہے تھے حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز، آپ نے سحری جاری رکھی دوبارہ حاضر ہوئے تو ابھی سحری فرما رہے تھے سہ بارہ عرض کیا یا رسول اللہ۔

قد واللہ اصبحت

اللہ کی قسم صبح ہو گئی ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے بلال پر رحم فرمائے۔

لولا بلال لرجونا ان یرخص لنا حتی تطلع الشمس۔

اگر بلال نہ ہوتے تو امید تھی ہمیں طلوع آفتاب تک سحری کی اجازت مل جاتی۔

(ھکذ اصام رسول اللہ ۵۸)

ان روایات سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری طلوع فجر کے بالکل قریب فرمایا کرتے۔

شیخ ابن ابی جمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور اس میں تاخیر کی حکمت یوں تحریر کرتے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر ما ھو الا رفق بالامة فیفعله لانه لولم یتسحر لاتبعوه فشق علی بعضھم ولو تسحر فی جوف اللیل لشق ایضاً علی بعضھم ممن یغلب علیه النوم فقد یفضی الی ترك الصبح او یحتاج الی المجاھدة بالسھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایسے کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری نہ فرماتے تو لوگ آپ کی اتباع کرتے تو بعض پر یہ شاق ہو جاتا اور اگر سحری نصف رات میں فرماتے ان لوگوں پر شاق ہو جاتا جن پر نیند غالب آجاتی تو اس سے یا تو نماز صبح کا ترک لازم آتا یا زیادہ دیر بیدار رہنا پڑتا۔

یعنی سحری میں تاخیر کا اہم فائدہ یہ ہے کہ روزہ دار کو نماز صبح کی ادائیگی میں آسانی ہو اگر طلوع فجر سے کافی دیر پہلے سحری کر لی جائے تو نیند کے غلبہ کی وجہ سے نماز رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم عطا فرمائی کہ طلوع فجر کے قریب سحری کھاؤ اور پھر سونے کے بجائے نماز کے لئے

مسجد چلے جاؤ اور نماز باجماعت ادا کرو۔

ائمہ مساجد سے درخواست

اس لئے ائمہ مساجد سے درخواست ہے وہ بھی رمضان المبارک میں جماعت کا وقت ایسا رکھیں کہ لوگوں کو جماعت کے لئے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے مثلاً" سحری کے بعد پندرہ یا بیس منٹ کے وقفہ کے بعد جماعت کروا دی جائے' اگر نماز میں زیادہ تاخیر کر دی جائے گی تو ممکن ہے بعض نمازی نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے نماز ہی رہ جائے اسی لئے حکمت یہی ہے کہ سحری اور نماز کے درمیان وقفہ کم از کم رکھا جائے۔

۳۶۔ امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی رمضان میں سحری موخر کرنے کا حکم دیا تاکہ انہیں خوب آسانی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بکروا بالافطار واخروا السحور افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرو۔

(الکامل لابن عدی ۶ : ۲۳۲۳)

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تسحروا من اخر اللیل ۔ سحری رات کے آخری حصہ میں کیا کرو۔

(مجمع الزوائد ۳ : ۱۵۱)

امت خیر پر رہے گی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی۔

ما اخروا السحور وعجلوا الافطار۔ جب تک وہ سحری میں تاخیر سے اور افطار میں جلدی سے کام لے گی۔

(مسند احمد)

۳۷- روزہ کے آداب بیان فرماتے

ہر عبادت کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان کو پیش نظر رکھ کر اس عبادت کو بجا لایا جائے تو اس کے ثمرات ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے آداب بھی بیان فرمائے تاکہ امت حالت روزہ میں ان کا خصوصی خیال رکھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الصیام جنۃ مالم یخرقھا۔ روزہ آدمی کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے بشرطیکہ وہ اسے پھاڑ نہ ڈالے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا۔

ولم یخرقہ ؟ اسے کس کے ساتھ پھاڑا جا سکتا ہے؟

ارشاد فرمایا۔

بکذب او غیبۃ جھوٹ یا غیبت کے ساتھ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روک لیا جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ بری بات کرے اور نہ غلط کام کرے اگر اس سے کوئی لڑے یا اسے کوئی گالی دے تو وہ کہے

انی صائم — میں حالت روزہ میں ہوں

(المسلم، کتاب الصیام)

امام حاکم اور بیہقی نے انہی سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ محض کھانے پینے کا نام ہی نہیں۔

انما الصیام من اللغو والرفث — روزہ تو لغویات اور بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔

(السنن الکبریٰ، ۴: ۲۷۰)

محض کھانا پینا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

من لم یصم جوارحہ عن محارمی فلاحاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ من اجلی۔ — جس کے اعضا حرام کاموں سے نہیں رکتے اس کا میری خاطر نہ کھانے اور نہ پینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۷۵)

امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الصائم اذا لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و — روزہ دار اگر جھوٹ اور غلط عمل ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو یہ حاجت نہیں کہ وہ محض کھانا اور پینا ترک کردے۔

شرابہ۔

زبان کو غیبت سے محفوظ رکھا جائے

جس طرح زبان کو جھوٹ اور فحش کلامی سے بچانا ضروری ہے اسی طرح اسے غیبت سے محفوظ رکھنا بھی نہایت ہی لازم ہے' قرآن نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانا قرار دیا ہے۔

محدث ابن ابی الدنیا اور ابویعلیٰ نے خادم رسول حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' دو خواتین نے روزہ رکھا ان کے بارے میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' ان پر پیاس کی وجہ سے روزہ اس قدر مشکل ہو گیا کہ قریب ہے وہ ہلاک ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ' جب وہ آ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیالے لانے کا حکم فرمایا' انہیں ایک ایک پیالہ دیا اور فرمایا اس میں قے کرو' جب انہوں نے قے کی تو ان کے اندر سے خون' پیپ اور گوشت کے لوتھڑے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے حلال پر روزہ رکھا مگر حرام کے ساتھ افطار کیا۔

جلست احداھما الی الاخری فجعلتا تاکلان من لحوم الناس

ان دونوں نے بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھایا یعنی لوگوں کی غیبت کی ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا

والذی نفسی بیدہ لو بقیتا فی بطونھما لاکلتھما النار۔

مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ان کے بطن میں یہ باقی رہتا تو انہیں آگ جلاتی۔

(غانیۃ الاحسان، ۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے دو آدمیوں نے ظہر و عصر کی نماز

ادا کی وہ حالت روزہ میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا وضو اور نماز لوٹاؤ اپنے روزہ کو جاری رکھو مگر اس کی جگہ ایک روزہ بطور قضا رکھو۔ انہوں نے عرض کیا۔

لم یا رسول اللہ؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اغتبت فلانا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔

کان' آنکھ اور زبان کا روزہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ رکھو تو۔

فلیصم سمعک وبصرک و لسانک عن الکذب والمآثم ودع اذی الخادم۔

تمہارے کان' آنکھیں اور زبان جھوٹ اور گناہ سے رک جائیں۔ اور اپنے خادم کو تکلیف بھی نہ دے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۸)

کچھ ائمہ نے ان ارشادات عالیہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے امام اوزاعی اور امام ابراہیم نخعی (امام اعظم کے استاذ) کا یہی قول ہے' جمہور علماء کی رائے یہ ہے اس سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے مگر۔

تبطل ثواب الصوم وتذهب فائدته المترتبة عليه من قبول الدعاء وغفران الذنوب

روزہ کا ثواب اور اس پر مترتب ثمر مثلاً" قبولیت دعا اور گناہوں پر مغفرت ختم ہو جاتا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ اور ان کے شاگردوں کا معمول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ کا یہ معلوم ملتا ہے کہ وہ حالت روزہ میں کوشش کرتے کام کاج سے فارغ ہو کر مسجد میں چلے جائیں۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے۔

نطھر صیامنا — ہم اپنے روزہ کو پاکیزہ رکھنا چاہتے ہیں۔

انہی احادیث اور اقوال صحابہ کے پیش نظر شیخ حلیمی رقمطراز ہیں کہ روزہ دار کو چاہئے۔

ان یصوم بجمیع جوارحہ ببشرتہ وبعینہ وبلسانہ وبقلبہ فلا یغتب ولا یشتم ولا یخاصم ولا یکذب ولا یفنی زمانہ بانشاد الاشعار وروایۃ الاسماء والمضحکات والثناء علی من لا یستحق والمدح والذم بغیر حق وبیدہ فلا یمدھا الی باطل وبرجلہ فلا یمشی بھا الی باطل وبجمیع قوی بدنہ فلا یستعملھا فی باطل۔

کہ اپنے تمام اعضاء' جسم' آنکھ' زباں اور دل کے ساتھ روزہ رکھے غیبت نہ کرے' گالی نہ دے' کسی سے نہ جھگڑے' نہ غلط بیانی کرے' اپنا وقت غلط اشعار اور قصوں میں ضائع نہ کرے' غیر مستحق کی تعریف نہ کرے بغیر حق کسی کی مدح و ذم نہ کرے' ناجائز کام کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے نہ پاؤں سے اس طرف چلے اپنے بدن کی تمام قوتوں کو کسی ناجائز کام میں استعمال نہ کرے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۷۷)

۳۸۔ سفر میں روزہ اور افطار کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جس طرح دیگر مہینوں میں اسلام پھیلانے کے لئے جدوجہد جاری رکھتے رمضان المبارک میں اس سے بڑھ کر محنت کرتے یہ نہیں کہ رمضان ہے اس میں ہم جہاد پر نہیں جائیں گے بلکہ جب بھی ضرورت پیش آئی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پرلبیک کہاآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین اہم سفر فرمائے۔

۱۔ دوسری ہجری میں غزوہ بدر کے لئے۔

۲۔ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے لئے

۳۔ نو ہجری میں غزوہ تبوک کے لئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت سفر میں روزہ رکھنا بھی ثابت اور چھوڑنا بھی ثابت ہے، بعض اوقات رکھ کر چھوڑنا بھی ثابت ہے۔ یعنی حسب حال و ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یا چھوڑا۔

سفر میں روزہ کا معمول

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے ہم ایک دفعہ سخت گرم موسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے حتی کہ ہر آدمی گرمی سے اپنے سر کو ڈھانپ رہا تھا۔

وما فينا صائم الا ما كان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابن رواحة۔

(بخاری ومسلم)

ہم میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

۳۹۔ سفر میں روزہ کی اجازت دی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

الصوم فی السفر؟ کیا میں حالت سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان شئت فصم وان شئت فافطر۔ تمہاری مرضی چاہو روزہ رکھو چاہو ترک کر دو۔ (بخاری ومسلم)

۴۰۔ ابتداً" روزہ بعد میں افطار

بعض اوقات ایسے بھی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداً" روزہ رکھا' دوران سفر اگر تکلیف و ضرورت محسوس ہوئی تو روزہ افطار فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے سفر فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار افراد تھے۔ تمام کے تمام حالت روزہ میں تھے جب مقام عسفان پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ لوگ روزہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اسے بلند فرمایا حتی کہ اسے تمام لوگوں نے دیکھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرما کر روزہ ختم کر دیا' بعد میں عرض کیا اب بھی کچھ لوگ روزہ میں ہیں تو فرمایا وہ عاصی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر فرمایا جب مقام عسفان پر پہنچے۔

دعا باناء من ماء فشرب نهاراً ليراه الناس فافطر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں پانی منگوا کر پیا تاکہ لوگ دیکھ کر روزہ چھوڑ دیں۔

(البخاری)

۴۱۔ کوئی کسی پر طعن نہ کرتا

بعض اوقات دوران سفر کچھ صحابہ حالت روزہ میں اور کچھ حالت افطار میں ہوتے دونوں عمل جائز ہونے کی بنا پر کوئی کسی پر طعن نہ کرتا' حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا۔

ولا یعیب بعضھم علی بعض — لیکن کسی نے کسی پر طعن نہ کیا۔

دوسری روایت میں کہتے ہیں صحابہ کی رائے یہ تھی ۔

ان من وجد قوۃ فصام فان ذلك حسن ویرون ان من وجد ضعفا فافطر فان ذلك حسن (المسلم) — جس میں قوت و طاقت ہو وہ روزہ رکھ لے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور جس کے اندر کمزوری و ضعف ہے وہ روزہ چھوڑ دے اس کے لئے یہی بہتر ہے۔

آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے' جو روزہ دار تھے وہ تمام کے تمام تھکاوٹ کی وجہ سے لیٹ گئے۔

قام المفطرون فضربوا الابنیۃ وسقوا الرکاب ۔ — روزہ چھوڑنے والے اٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذھب المفطرون الیوم بالاجر — آج اجر و ثواب روزہ چھوڑنے والے لے گئے۔ (بخاری و مسلم)

اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

اگر روزہ کی وجہ سے حالت سفر میں انسان نڈھال ہو جائے یا دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے افطار ضروری ہو تو اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں تھے' ایک شخص درخت کے سایہ میں لیٹ گیا اور وہ سخت تکلیف میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

مالصاحبکم ای وجع بہ ؟ تمہارے ساتھی کو کیا تکلیف ہے؟

عرض کیا گیا یا رسول اللہ تکلیف تو کوئی نہیں۔

ولکنہ صائم وقد اشتد علیہ الحر۔ یہ حالت روزہ میں ہے اور گرمی شدید ہے۔

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من البر ان تصوموا فی السفر علیکم برخصۃ اللہ التی رخص لکم۔ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم پر وہ رخصت لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

(فقہ الصوم ۲ : ۶۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک آدمی کے ارد گرد لوگوں کو جمع ہوئے دیکھ کر پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا اس نے روزہ رکھا ہوا ہے اور تکلیف میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من البر الصوم فی السفر۔ (مسند احمد، ۳ : ۲۹۹) حالت سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے۔

۴۲۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت

• اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو افطار بہتر ہے تاکہ کمزوری کی وجہ سے پریشانی لاحق نہ ہو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا تو ہم حالت روزہ میں تھے' ہم ایک جگہ اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم قد دنوتم من عدوکم والفطر اقوی لکم۔ تم دشمن کے قریب آ گئے ہو لہذا افطار تمہاری توانائی کے لئے بہتر ہے۔

اس میں رخصت تھی خواہ کوئی روزہ رکھے یا ترک کرے' آگے ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم مصبحوا عدوکم والفطر اقوی فافطروا۔ تم صبح دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہو اور افطار طاقت و قوت کا سبب ہے لہذا تم آج روزہ نہ رکھو۔

(المسلم)

اس کے بعد سب نے روزہ نہ رکھا

۴۳۔ نسیاناً" کھا پی لینے کا حکم

اگر کوئی آدمی حالت روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حالت روزہ میں بھول کر کھا لیا وہ روزہ مکمل کرے اس کا روزہ ٹوٹا نہیں۔

فانما اطعمہ اللہ وسقایہ اسے یہ اللہ تعالی نے کھلایا پلایا ہے۔

(بخاری ؤ مسلم)

۲- دار قطنی میں انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لیتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔

فانما ھو رزق ساق اللہ الیہ۔ اسے یہ رزق اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے۔

امام دار قطنی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔

واسنادہ صحیح اس کی سند صحیح ہے۔

دار قطنی کی دوسری رروایت کے الفاظ ہیں۔

فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ
(سنن دار قطنی)

حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھی' وہاں میں اور حضرت ذوالیدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کرنا شروع کیا آپ نے مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا اے ام اسحاق۔

اصیبی من ھذا؛ اس سے گوشت حاصل کرو۔

اس وقت مجھے روزہ یاد آگیا میرا ہاتھ وہیں رک گیا نہ آگے کروں نہ پیچھے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا۔

کنت صائمۃ فنسیت میں تو روزہ دار تھی بھول گئی

حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

الان بعد ما شبعت؛ اب سیر ہونے کے بعد؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتمی صومك فانما هو رزق ساقه الله اليك۔ | اپنے روزے کو مکمل کر لو یہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے۔

(مجمع الزوائد بحوالہ مسند احمد)

۴۴۔ عمداً روزہ توڑنے پر کفارہ

اگر کوئی آدمی رمضان کا روزہ جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دے تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے وہ غلام آزاد کرے۔ (آج یہ صورت باقی نہیں رہی) ساٹھ روزے مسلسل رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک و برباد ہو گیا ہوں فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے رمضان المبارک میں حالت روزہ میں بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کرو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ روزے مسلسل رکھو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے عرض کیا آقا یہ طاقت بھی نہیں۔ وہاں بیٹھ گیا اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا جس میں پندرہ صاع کھجور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں لے جاؤ۔

تصدق بهذا | اور مساکین پر صدقہ کر دو۔

اس پر عرض کرنے لگا کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟

فما بين لابتيها اهل بيت احوج اليه منا۔ | ان دو پہاڑوں کے درمیان ہم سے کوئی غریب نہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوئیں فرمایا۔

اذهب فاطعمه اهلك — جاؤ اپنے اہل ہی کو کھلا دو۔

(بخاری و مسلم)

ابن ماجہ میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔

وصم يومًا مكانه — اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لو۔

ابوداؤد میں ساتھ استغفار کا بھی اضافہ ہے۔

صم يومًا واستغفر الله — ایک روزہ رکھ لو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو

(ابوداؤد، کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس اضافہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

قلت وقد ورد الامر بالقضاء فی هذا الحديث فی رواية ابی اويس عبد الجبار وهشام بن سعد كلهم عن الزهری و اخرجه البيهقی من طريق ابراهيم بن سعد عن الليث عن الزهری وحديث ابراهيم بن سعد فی

ابواویس، عبدالجبار اور ہشام بن سعد تمام نے امام زہری سے اس حدیث میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی ایک روزہ بطور قضا رکھنے کا حکم دیا، اسے امام بیہقی نے ابراہیم بن سعد انہوں نے لیث سے انہوں نے زہری سے روایت کیا ہے، ابراہیم بن سعد نے صحیح میں خود زہری سے اس اضافہ کے بغیر ہے اسی طرح بخاری و مسلم میں لیث کے حوالے سے بھی زہری سے بغیر اضافہ کے مروی ہے

الصحیح عن الزهری نفسہ بغیر ھذا الزیادۃ وحدیث اللیث عن الزہری فی الصحیحین بدونھا ووقعت الزیادۃ ایضاً فی مرسل سعید بن المسیب ونافع بن جبیب والحسن ومحمد بن کعب وبمجموع ھذہ الطرق تعرف ان لھذہ الزیادۃ اصلاً۔

(فتح الباری، ۴: ۱۳۹)

لیکن سعید بن مسیب، نافع بن جبیر، حسن، محمد بن کعب سے مرسل میں اضافہ ہے ان تمام طرق کو سامنے رکھ کر سمجھ آتی ہے کہ اس اضافہ کی اصل ہے۔

۴۵۔ قضا کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اگر مرض یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھا جا سکا ہو۔

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ)

تو اس کی جگہ دیگر ایام میں روزہ رکھ لیا جائے۔

یعنی جس قدر روزے رہ جائیں ان کی قضا فرض و لازم ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک قضا روزہ ادا نہ کرلیا جائے باقی روزے بھی مقبول نہیں ہوتے۔

من ادرک رمضان وعلیہ من رمضان شئی لم یقضہ فانہ لا یقبل منہ حتی یصومہ۔

(مجمع الزوائد۔ ۴: ۴۹)

جس نے رمضان پایا اور اس پر رمضان کی قضا تھی تو روزہ قضا کرنے تک اس کی کوئی شے مقبول نہ ہوگی۔

۴۶۔ قضا کا طریقہ

روزے کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ مسلسل روزہ رکھا جائے بلکہ کچھ دن چھوڑ کر بھی قضا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قضاء رمضان انشاء فرق و ان شاء تابع — رمضان کی قضا میں اجازت ہے خواہ اسے مسلسل قضا کر لیا جائے یا متفرق طور پر۔

(سنن الدار قطنی)

اس روایت کو ابن جوزی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(الصیام در رمضان، ۲۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا قضا رمضان کے لئے مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہوتا ہے یا درمیان میں وقفہ بھی کیا جا سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض ہو تو تم ایک یا دو دو درہم سے اس کی ادائیگی کرو تو کیا قرض ادا نہیں ہو جائے گا عرض کیا گیا وہ ادا ہو جائے گا۔ فرمایا۔

واللہ احق ان یعفوہ — اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عفو و درگزر فرمانے والے ہیں۔

امام دار قطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

واسنادہ حسن الا انہ مرسل — اس کی سند حسن ہے البتہ روایت مرسل ہے۔

(سنن الدار قطنی)

عمر بھر میں قضا

بہتر تو یہی ہے جتنی جلدی ہو سکے روزہ کی قضا کر لی جائے لیکن عمر بھر میں جب بھی قضا کر لئے جائیں قضا ہو جائیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں ہمارے جو روزے ایام مخصوصہ کی وجہ سے قضا ہو جاتے۔

فما استطیع ان اقضیہ الا فی شعبان ۔ (البخاری)

ہم ان کی قضا شعبان میں کیا کرتی تھیں۔

۴۷۔ عشرہ ذوالحج میں قضا کا معمول

احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول ملتا ہے۔ اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ رہ جاتا تو اس کی قضا ذوالحج میں فرماتے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

اذا فاتہ شئ من رمضان قضاہ فی عشر ذی الحجۃ ۔

رمضان کا جو روزہ رہ جاتا اس کی قضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کے عشرہ میں فرماتے۔

(الطبرانی بحوالہ ھکذا صام، ۱۴۵)

۴۸۔ میت کی طرف سے فدیہ

اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزوں کی قضا ہو تو اس کے ورثا کے لئے بہتر ہے وہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کریں بشرطیکہ وہ طاقت رکھتے ہوں بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من مات وعليه صيام صام عنه وليه۔ — جب فوت ہونے والے پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔

مسند بزار میں ہے

فليصم عنه وليه ان شاء — ولی اگر چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

مجمع الزوائد میں اس روایت کے بارے میں ہے۔

واسناده حسن — اس کی سند حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میں ان کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو كان على امك دين اكنت قاضية عنها؟ — اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا نہ کرتے؟

عرض کیا ہاں۔ فرمایا

فدين الله احق ان يقضى (بخاری ومسلم) — اللہ تعالیٰ کا دین ادائیگی کے زیادہ حق دار ہے۔

باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ولی روزہ رکھے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کرے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

لاتصوموا موتاكم واطعموا عنهم۔ — اپنی اموات کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ ان کی طرف سے مساکین کو کھلاؤ۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد — کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے نہ کوئی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھے۔

امام نسائی نے اسے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

مذکورہ دونوں حضرات متعلقہ مسئلہ کے بارے میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی ہیں اور انہوں نے احادیث کا معنی خود متعین کر دیا کہ ولی روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ ادا کرے۔ امام بدرالدین عینی رقمطراز ہیں:

وقد اجمعوا علی انہ لا یصلی احد عن احد فکذلک الصوم لان کلا منہما عبادۃ بدنیۃ۔ — اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے اسی طرح روزہ کا معاملہ ہے کیونکہ دونوں ہی عبادت بدنیہ ہیں۔

آگے چل کر شیخ ابن قصار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

لو جاز ان یصوم احد عن احد فی الصوم لجاز ان یصلی الناس عن الناس۔ — اگر دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہوتا تو لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف سے نماز ادا کرنا بھی درست ہوتا۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۶۰)

کچھ دیگر احادیث

مذکورہ احادیث میں جس طرح آیا ہے کہ فوت ہونے والے کے روزوں کا فدیہ دینے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح حج کے بارے میں بھی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

ایک آدمی حاضر ہوا عرض کی میرے والد فوت ہو گئے ہیں ان پر حج فرض تھا کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ عرض کیا ہاں ضرور کرتا۔ فرمایا

فاحج عن ابیک — تو اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔

(النسائی)

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی وہ فوت ہو گئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں فرمایا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا کرتے؟

عرض کیا ہاں ضرور کرتے فرمایا۔

اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء — اللہ کا قرض بھی ادا کرو اللہ تعالیٰ تو ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

(البخاری)

مذکورہ احادیث اور ایصال ثواب

یہ تمام احادیث صحیحہ واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں میت کے لئے ایصال ثواب جائز ہے' شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی استاذ جامعہ ام القری مکہ المکرمہ اسی مسئلہ پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے کسی کی نیکی کی طرف رہنمائی کی جتنے لوگ وہ نیکی بجا لائیں اسے اس پر ثواب ہو گا اور ان کے عمل میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے برائی کی دعوت دی' اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں کی تعداد اسے گناہ ہو گا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہ ہو گی۔

مخالفین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے مقدس فرمان۔

وان لیس للانسان الا ما سعی — انسان کے لئے وہ ہی کچھ ہے جو اس نے کمایا۔

کا معنی یہ سمایا ہوا ہے کہ انسان کو فقط اپنے عمل کا ہی صلہ مل سکتا ہے کسی غیر کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

مع ان حرف الجر فی "للانسان" تدل علی الاستحقاق او الملک ونفی الاستحقاق او الملک لا یستلزم نفی الوصول بفضل اللہ فاذا جاءت الادلۃ الاخری المثبتۃ بفضل اللہ۔ او التی تاذن بان یعمل الانسان العمل الصالح بغیرہ فلا یصح رفضھا او تاویلھا ولی اعناقھا عن میسرھا بل یجب التبصر والتروی حتی یصل الانسان الی الفھم الصحیح فیجمع بین الادلۃ ویوجہ کلاً وفق دلالۃ الصحیحۃ۔

حالانکہ للانسان میں حرف جر "فی" استحقاق یا ملکیت پر دال ہے اور استحقاق یا ملکیت کی نفی اللہ تعالٰی کے فضل سے ایصال کی نفی کو مستلزم نہیں جب دوسرے دلائل اللہ کے فضل کو ثابت کر رہے ہیں یا وہ دلائل جو واضح کر رہے ہیں کہ انسان دوسرے کے لئے عمل صالح کر سکتا ہے اب انہیں ترک کرنا یا ان کی تاویل کرنا ان سے منہ موڑنے کے مترادف ہے بلکہ ان کو مشعل بنانا چاہئے تاکہ فہم صحیح تک پہنچا جا سکے اور تمام دلائل پر تطبیق پیدا کی جا سکے۔

باقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا گیا وہ نیک اولاد جو دعا کرے۔

اس کا مفہوم فقط اتنا ہے کہ جب ان تین اعمال میں سے وہ عمل نہ ہو گا تو اس پر فوت ہونے والا ثواب و اجر پر ایسا استحقاق نہ ہو گا کہ وہ حق مطالبہ رکھتا ہو۔

لکنہ لا یبین انہ ینقطع عنہ فضل اللہ بسبب اٰخر کدعاء المؤمنین لہ وشفاعۃ من یأذن اللہ لھم بالشفاعۃ ولا یبین انہ ینقطع عنہ اجر عمل المؤمنین لہ اذا قبلہ اللہ وتفضل علیہ بثوابہ فلیس فی الحدیث مایدل علی ھذا منطوقاً ولا مفھوماً ولا لزوماً علی تقدیرا بعد اللوازم۔

(الصیام ورمضان، ۲۷۴، ۲۷۵)

لیکن اس میں یہ بیان نہیں ہے کہ کسی اور سبب سے اسے اللہ تعالیٰ کا فضل نصیب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً" اہل ایمان کی دعا' اللہ کی طرف سے شفیع کی شفاعت اور اس میں یہ بیان ہے کہ میت کی خاطر کیا جانے والا اہل ایمان کا عمل منقطع ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اس کا ثواب عنایت فرما دے حدیث میں اس پر ہرگز دلالت نہیں نہ لفظاً" نہ مفہوماً" اور نہ لزوماً"۔

۴۹۔ غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام

روزہ افطار کا مدار چونکہ غروب آفتاب پر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ — روزے کو رات تک پورا کرو۔

رات کی ابتدا غروب آفتاب ہی سے ہوتی ہے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں سے سورج دکھائی دیتا تو فبہا ورنہ کسی آدمی کو بلند جگہ پر کھڑے ہو کر غروب آفتاب کو دیکھنے کا حکم دیتے' جب وہ آدمی سورج کے غروب ہونے کی اطلاع دیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا کان صائما امر رجلا ان یقوم علی نشز من الارض فاذا قال قد وجبت الشمس افطر۔

جب حالت روزہ میں ہوتے تو کسی شخص کو بلند جگہ چڑھ کر سورج غروب ہونے کے دیکھنے کا حکم دیتے جب وہ غروب کی اطلاع دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری فرماتے۔

(المجمع الزوائد بحوالہ طبرانی، ۳ : ۱۵۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان صائما امر رجلا اوفی علی نشز فاذا قال غابت الشمس افطر۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہوتے تو کسی آدمی کو بلند جگہ پر چڑھنے کا حکم دیتے جب وہ اطلاع دیتا سورج ڈوب گیا ہے تو آپ افطار فرماتے۔

(المستدرک، کتاب الصوم)

۵۰۔ ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایسا بھی ہوا' ایک دن اس قدر

بادل چھائے کہ غالب گمان ہوا کہ سورج غروب ہو گیا ہے لوگوں نے افطاری کر لی کچھ ہی دیر بعد بادل ہٹا تو دیکھا دن ابھی باقی تھا تو وہ روزہ قضا کیا گیا۔

حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہا نے یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

افطرنا یومًا فی رمضان فی غیم فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم طلعت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہم نے رمضان المبارک میں بادل کے دن روزہ افطار کر لیا تو پھر سورج سامنے آ گیا۔

(ابوداؤد، باب الفطر قبل غروب الشمس)

۵۱۔ قبل از وقت افطاری پر سزا

تو سورج کا یقینی طور پر ڈوب جانا افطار کے لئے ضروری ہے اگر کوئی شخص اس سے پہلے افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ ہی نہ ہو گا اور وہ سخت سزا و عذاب پائے گا' امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گئے (اس تفصیلی حدیث کا ایک حصہ یہ ہے) پھر مجھے آگے لے گئے۔

فاذا انا بقوم معلقين بعراقيبهم مشققة اشداقهم دما قال قلت من هولاء قال الذين يفطرون رمضان قبل تحلة

تو وہاں ایک قوم کو الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی باچھوں کو چیرا جا رہا تھا جن سے خون بہہ رہا تھا فرمایا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا' یہ رمضان کا روزہ وقت آنے سے پہلے ہی افطار کر لیتے تھے۔

صومھم۔

(صحیح ابن خزیمہ، حدیث ۱۹۸۶ء)

یہی وجہ ہے اگر سورج دکھائی نہ دے رہا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اونچی جگہ چڑھ کر اسے دیکھنے کا حکم فرماتے جب وہ شخص آگاہ کرتا کہ سورج ڈوب گیا ہے تو پھر آپ افطاری فرماتے۔

۵۲۔ افطاری میں تعجیل فرماتے

جب سورج ڈوب جانے کا یقین ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تاخیر کے روزہ افطار فرما لیتے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رمضان میں ہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا (سواری روکو)

انزل فاجدح لنا — اور اتر کر ہمارے لئے ستو تیار کرو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی روشنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اترو اور ستو تیار کرو' انہوں نے اتر کر ستو تیار کر کے پیش کئے آپ نے نوش فرما کر افطاری کی اور فرمایا۔

اذا غابت الشمس من ھھنا وجاء اللیل من ھھنا فقد افطر الصائم۔ — جب ادھر سے سورج ڈوب جائے اور ادھر سے رات آجائے تو روزہ دار افطار کرلے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

امام نووی اس حدیث کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں' جب سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو افطاری کے لئے تیاری کا حکم دیا' ان کے

ذہن میں آیا کہ غروب آفتاب کے بعد ابھی روشنی اور سرخی باقی ہے اور افطاری اس روشنی کے اختتام پر ہونی چاہیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ جب سورج غروب ہو گیا تو روزہ افطار کر لیا جائے اس کے بعد اگر روشنی رہتی ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

ان نعجل افطارنا وتؤخر سحورنا وتضع ایماننا علی شمائلنا فی الصلاۃ۔

ہم افطار میں جلدی، سحری میں تاخیر اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

(المعجم الکبیر، ۱۱ : ۷)

حضرت مالک بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اور حضرت مسروق دونوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا دو صحابہ ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے ان میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا جلدی کونسے صحابی کرتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کا نام لیا تو فرمانے لگیں۔

ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

(النسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

احب عبادی الی اعجلھم فطرًا۔	مجھے وہ بندہ محبوب ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

(الترمذی، کتاب الصوم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ جب تک افطاری میں جلدی سے کام لیں گے خیر پر ہی قائم رہیں گے۔ (المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لن تزال امتی علی سنتی مالم ینتظروا بفطرھم طلوع النجوم۔	میری امت اس وقت تک میرے طریقہ پر رہے گی جب تک وہ افطار کے لئے ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار نہیں کرے گی۔

(مجمع الزوائد، ۳ : ۱۵۴)

انہی سے مروی ہے

مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاۃ المغرب حتی یفطر ولوکان علی شربۃ ماء۔	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز مغرب سے پہلے افطاری نہ فرمائی ہو اگرچہ وہ پانی کا گھونٹ ہی ہو۔

(المستدرک، کتاب الصیام)

۵۳۔ افطار میں شرکت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی صحابی افطار کی دعوت دیتے تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم ان کی دعوت افطار قبول فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں
تشریف لے گئے انہوں نے افطاری کے لئے روٹی اور زیتون پیش کیا آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تناول فرما کر فرمایا۔

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ۔

تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور تم پر ملائکہ نے رحمت کی دعا کی۔

(ابوداؤد باب الدعا لرب الطعام)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

افطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند سعد بن معاذ فقال افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں افطاری کی اور فرمایا' روزہ داروں نے تمہارے ہاں افطاری کی نیک لوگوں نے کھانا کھایا ملائکہ نے تمہارے لئے دعا کی۔

(ابنِ ماجہ، ۱۲۶)

۵۴۔ اجتماعی افطاری

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اجتماعی افطاری بھی ہوا کرتی تھی
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے۔

افطرنا مرۃ مع رسول اللہ

ہم نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم فقربوا الیہ زیتًا فاکل واکلنا۔

وسلم کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ آپ کی خدمت اقدس میں زیتون پیش کیا گیا' آپ نے اسے تناول فرمایا اور ہم نے بھی۔

جب آپ فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی۔

اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ وافطر عندکم الصائمون۔

تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا' ملائکہ نے دعا کی اور تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱: ۶۴۳)

۵۵۔ مساکین کے ساتھ افطار

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ آپ کے صحابہ افطار تنہا نہ کرتے بلکہ اپنے ساتھ معاشرے کے فقرا و مساکین کو بھی شامل کرلیتے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے۔

ولا یفطر الامع المساکین فاذا منعھم اھلہ عنہ لم یتعش تلک اللیلۃ۔

مساکین کے بغیر افطار نہ فرماتے اگر گھر والے اسے محسوس کرتے تو اس رات کھانا ہی نہ کھاتے۔

بلکہ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ اگر وہ کھانا کھا رہے ہوتے کوئی سائل آجاتا۔

اخذ نصیبہ من الطعام و قام فاعطاہ السائل فیرجع و قد اکل اھلہ مابقی فی الجفنۃ فیصبح صائما ولم

تو کھانے کا اپنا حصہ اٹھا کر فی الفور سائل کو دے دیتے جب واپس آتے تو بقیہ کھانا گھر والے کھا چکے ہوتے بغیر کھائے رات بسر کر دیتے بلکہ ہر صبح روزہ رکھ لیتے۔

یأکل شیئا۔

(لطائف المعارف، ۳۱۴)

نماز سے پہلے افطار فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے افطار فرمالیا کرتے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یفطر قبل ان یصلی۔ — نماز سے پہلے روزہ افطار فرماتے۔

(ابوداودؒ، کتاب الصیام)

محدث ابن حبان نے "الثقات" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

انه صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان صائمًا فی الصیف لم یصل حتی یأتیه رطب وماء فیأکل واذا کان صائما فی الشتاء لم یصل حتی یأتیه تمر وماء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ میں ہوتے تو اگر موسم گرما ہوتا تو نماز سے پہلے تازہ کھجور اور پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو خشک کھجور اور پانی تناول فرماتے۔

حافظ ابن حجر مکی لکھتے ہیں آپ کے اس معمول مبارک سے واضح ہو جاتا ہے کہ افطار کو نماز سے موخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔ (اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۰)

اس کی تائید شریعت کے اس حکم سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ حالت بھوک میں کھانا پہلے اور نماز بعد میں ادا کی جائے۔

۵۶- کھجور اور پانی سے افطار

افطار کے لئے ماکولات اور مشروبات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پسندیدہ چیزیں کھجور اور پانی تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یفطر علی رطبات فان لم تکن فعلی تمرات فان لم تکن حسا حسوات من ماء

تازہ کھجور کے ساتھ افطار فرماتے اگر تازہ نہ ہوتیں تو خشک کھجور اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ افطار فرماتے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

نماز سے پہلے افطار کے معمول میں گزرا اگر موسم گرما ہوتا تو تازہ کھجور اور پانی اور اگر موسم سرما ہو تو خشک کھجور اور پانی ۔سے افطاری فرماتے۔

۵۷- دودھ کا استعمال

اکثر کھجور اور پانی استعمال فرماتے مگر بعض اوقات دودھ بھی استعمال فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دودھ کے بارے میں مروی ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر علی لبن وعلی تمر العجوۃ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور عجوہ کھجور کے ساتھ بھی روزہ افطار فرمایا۔

امت کو بھی انہی چیزوں کے ساتھ افطاری کی تعلیم عطا فرمائی حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم افطار کرو۔

فلیفطر علی تمر فان لم یجد فلیحس حسوة من ماء۔

تو کھجور کے ساتھ کرو اگر نہ ملے تو پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ کر لو۔

(صحیح ابن حبان ، ۱۹۲)

تین اشیاء کا تذکرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں بھی تین اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا ہم میں سے ہر کسی میں یہ طاقت کہاں؟ کہ وہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی تمرۃ او علی شربۃ او مذقۃ من لبن۔

اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا فرمائے گا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا خواہ وہ کھجور کے ساتھ ہو یا پانی یا دودھ کا گھونٹ ہو۔

۵۸۔ آگ کی مس کردہ شے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شے سے روزہ افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہو۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب یفطر علی ثلاث تمرات او شئی لم تصبہ النار۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین کھجوروں سے اور ہر اس شے سے افطاری پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہوتا۔

(الجامع الصغیر حدیث ۶۹۹۷)

اسی کی حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے کہ طعام جنت سے مناسبت کی بنا پر

تھا۔

وفی تجنب ما اصابتہ النار تفاولاً بطعام الجنۃ۔

آگ سے پکی ہوئی سے بچنا، جنتی کھانے سے مناسبت کی بنا پر تھا۔

(مع الرسول فی رمضان ۲۸۶)

۵۹۔ افطاری کی ایک حسین کیفیت

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے "کشف الغمہ عن جمیع الامہ" میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افطاری کی ایک نہایت ہی حسین کیفیت ذکر کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں کھجور لیتے اور غروب آفتاب کا انتظار فرماتے جیسے ہی وہ ڈوبتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور منہ میں ڈال لیتے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو صائم یترصد غروب الشمس بتمرۃ فلما توارت القاھا فی فیہ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے ہیں جیسے ہی وہ ڈوبا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی۔

(کشف الغمہ، کتاب الصوم)

۶۰۔ ابتدا کس سے فرماتے؟

افطار میں کھجور، پانی اور دودھ پسند فرماتے رہا یہ معاملہ کہ ان میں سے ابتدا کس سے فرماتے تو سابقہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا کھجور سے فرماتے اس کے بعد مشروب لیتے کیونکہ ان میں الفاظ ہیں۔

فان لم يجد تمرات حسا حسوات من ماء	اگر کھجور نہ ہوتی تو چند گھونٹ پانی پر افطار فرماتے۔

اسی لئے امام نووی نے المجموع میں تصریح فرمائی۔

والصواب فطره على تمر ثم ماء للحديث الصحيح فيه	درست یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھجور لیتے پھر پانی جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۴)

لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے موقعہ پر پہلے مشروب (پانی) لیتے پھر کھجور وغیرہ کا استعمال فرماتے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبدأ بالشراب اذا كان صائما۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت روزہ میں ہوتے تو افطار کے وقت ابتدا مشروب سے فرماتے۔

امام عبدالروف المناوی اس کے تحت لکھتے ہیں۔

اذا اراد الفطر فيقدمه على الاكل۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت مشروب کو ماکول پر مقدم فرماتے۔

(فیض القدیر، ۵ : ۱۹۸)

اس تعارض کا ازالہ اس روایت سے ہو جاتا ہے جسے امام ترمذی نے نقل فرمایا۔

كان صلى الله عليه وسلم يفطر في الشتاء بتمرات وفي	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرما میں کھجور سے افطار فرماتے اور موسم گرما میں پانی سے۔

الصیف علی الماء

(اتحاف اہل الاسلام' ۱۵۳)

یعنی سردی کے موسم میں کھجور اور گرمی میں پانی پہلے لیتے۔

یاد رہے امام ترمذی والی روایت شاید نفل روزہ کے بارے میں ہو کیونکہ آپ کی ظاہری حیات میں رمضان المبارک موسم گرما میں ہی آیا۔

۶۱۔ مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے

ام المومنین نے آپ کے مشروب لینے کی کیفیت بھی بیان فرمائی یوں نہ ہوتا کہ آپ ایک سانس میں مشروب پی لیتے بلکہ گھونٹ گھونٹ کرکے مشروب لیتے۔

وکان لا یعب یشرب مرتین او ثلاثا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ایک سانس میں ہی نہ پیتے بلکہ دو یا تین دفعہ سانس لے کر پیتے۔

(الجامع الصغیر، حدیث ۶۹۵۶)

ائمہ مساجد سے درخواست

ہمارے ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر مساجد میں افطار کے بعد مغرب کی جماعت میں وقفہ نہیں کیا جاتا فی الفور نماز شروع کروا دی جاتی ہے بہت سے لوگوں کی جماعت رہ جاتی ہے اور جو شامل ہوتے ہیں وہ بھی دوڑ کر پہنچتے ہیں نہ تسلی سے افطاری کی جا سکتی ہے اور نہ اطمینان سے جماعت میں شرکت' اس لئے مساجد کے ائمہ اور انتظامیہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ درمیان میں دس منٹ کا وقفہ کرلیں تاکہ افطاری اور نماز کی ادائیگی اطمینان سے کی جا سکے۔

۶۲۔ افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے احترام میں اس کے افطار کروانے کی تلقین

فرماتے ہوئے اس کا اجر و ثواب بیان کرتے سابقہ خطبہ میں گزرا آپ نے فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اسے جہنم سے آزادی دے دی جاتی ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر روزہ دار کے برابر ثواب و اجر ملتا ہے۔

ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی روزہ دار کو سیر کرکے کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو آپ نے فرمایا ایک مٹھی طعام دے دے میں نے عرض کیا اگر روٹی کا ٹکڑا نہ ہو آپ نے فرمایا۔

فمذقة من لبن قال افرأيت ان لم يكن عنده قال فشربة من ماء۔

تو دودھ کا ایک گھونٹ عرض کیا اگر دودھ بھی نہ ہو تو فرمایا پانی کا گھونٹ کافی ہے۔

(کنز العمال، حدیث ۲۳۶۵۸)

۶۳۔ رزق حلال سے افطار پر اجر

ہر مسلمان کو ہر حال میں رزق حرام سے بچنا ضروری ہے ایسے نہ ہو سارا دن روزہ رکھ کر حرام پر افطار کر کے روزہ ضائع کر لیا جائے۔ بجائے برکتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے کے انسان ان سے محروم کر دیا جائے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رزق حلال سے افطار کی تلقین فرمائی اور اس پر اجر بیان فرمایا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی کسی روزہ دار کو کھانا مشروب پیش کیا۔

من كسب حلال صلت عليه الملائكة فى ساعات شهر

اور وہ اس کی حلال کمائی تھی اس پر پورا رمضان ملائکہ دعا کرتے ہیں اور جبرئیل انہیں

رمضان وصلی علیہ جبریل لیلۃ القدر۔ — شب قدر کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(المعجم الکبیر، ۶: ۳۲۱)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

صافحہ جبریل لیلۃ القدر و من صافحہ جبریل تکثر دموعہ ویرق قلبہ۔ — ایسے شخص کے لئے شب قدر جبریل مصافحہ کرتے ہیں اور جس کے ساتھ وہ مصافحہ کریں اس کے دل میں رقت اور اسے حالت زاری نصیب ہوتی ہے۔

۶۴۔ افطار کے موقعہ پر دعا فرماتے

جن مواقع پر دعائیں بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک افطاری کا وقت بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر خود بھی دعا فرماتے اور امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی اس موقعہ پر آپ سے درج ذیل مختلف الفاظ میں دعائیں ملتی ہیں۔

۱۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا کرتے۔

اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔ — اے اللہ میں نے تجھے راضی و خوش کرنے کے لئے روزہ رکھا اور تیرے عطا کردہ رزق سے افطار کیا۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

۲۔ امام ابن سنی نے انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات مبارکہ نقل کئے ہیں۔

الحمد للہ الذی اعاننی فصمت — تمام حمد اس ذات اقدس کی جس نے میری

ورزقنی فافطرت۔ | مدد فرمائی۔ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کیا۔

(عمل الیوم واللیلۃ ۴۷۳)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے تو یہ کلمات کہتے۔

ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجران شاء اللہ تعالیٰ۔ | پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر حاصل ہو گیا۔

(المستدرک ۱: ۴۲۲)

خود حضرت ابن عمر سے افطاری کے وقت یہ دعا منقول ہے۔

الحمد للہ اللھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شئ ان تغفرلی۔ | تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اے اللہ میں آپ سے اس رحمت کے واسطہ سے اپنی بخشش مانگتا ہوں جو ہر شے سے بڑھ کر ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام ۱۵۷)

امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب افطاری کرو تو پڑھو۔

بسم اللہ والحمد للہ۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک وعلیک توکلت سبحانک و بحمدک تقبل منی انک انت السمیع العلیم۔ | اللہ کے نام سے شروع، تمام حمد اللہ کے لئے ہے، اے اللہ تیری رضا کے لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ذات منزہ ہے اور تیری ہی حمد ہے مجھ سے قبول فرما تو ہی سننے اور جاننے والا ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ ۴۷۴)

روزہ دار کی دعا

ساتھ اس بات کی بھی نشاندہی فرما دی کہ روزہ دار کی دعا بارگاہ ایزدی سے رد نہیں کی جاتی بلکہ مقبول ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی' عدل کرنے والے حاکم۔

والصائم حتی یفطر — روزہ دار کی بوقت افطار

اور مظلوم کی دعا' اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

بعزتی لانصرنک ولو بعد حین ۔ (الترمذی، ابن ماجہ) — مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ ٹھہر کر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

ان للصائم عند فطرہ دعوۃ لاترد۔ — روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔

(ابن ماجہ، ۱۷۵۳)

خصوصی نکتہ

رمضان کے روزہ اور دعا کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ اللہ تعالی نے ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت اور اس کے فضائل و احکام بیان کرتے ہوئے درمیان میں ارشاد فرمایا۔

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا — اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں جب

دعان فلیستجیبو لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ (البقرہ، ۱۸۶)

کوئی دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں پس تم میری مانو اور مجھ پر ایمان لے آؤ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

جو بندے کو آگاہ کر رہا ہے ان دنوں اپنے رب سے پہلے سے بھی جی بھر کر مانگا جائے۔

۶۵- دعا میں کثرت فرماتے

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راز سے کماحقہ آگاہ تھے اس لئے رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ دعا فرماتے' ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا

اذادخل رمضان ابتھل فی الدعاء۔

جب رمضان شروع ہو جاتا تو دعا میں تضرع اور کثرت فرماتے۔

امام مناوی نے اس کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان کیا۔

ای تضرع واجتھد فیہ۔ (فیض القدیر ۵: ۱۳۲)

یعنی زیادہ آہ و زاری اور اس میں محنت فرماتے۔

۶۶- دعا افطار کے بعد سنت ہے

اگرچہ افطاری سے قبل بھی دعا جائز ہے مگر معمول نبوی اور سنت دعا افطار کے بعد ہے کیونکہ احادیث میں یہی ہے کہ آپ افطار فرما کر دعا کیا کرتے تھے مثلاً" ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر قال اللھم صمت وعلی رزقک افطرت۔

(سنن ابوداؤد، باب القول عندالافطار)

جب افطار فرما لیتے تو یہ دعا فرماتے اے اللہ میں نے تیری خوشنودی کے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

حضرت ملا علی قاری نے، شیخ ابن الملک کے حوالے سے اذا افطر قال کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ای قرأ بعد الافطار۔ روزہ افطار کرنے کے بعد یہ دعا کرتے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصوم)

بعض لوگوں نے یہاں افطار سے "ارادۂ افطار" مراد لیا ہے۔ اعلحضرت فاضل بریلوی ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فحمل افطر علی معنی ارادۃ الافطار صرف عن الحقیقۃ من دون حاجۃ الیہ و ذالا یجوز و ھکذا فی افطرت۔

لفظ افطر کو بغیر کسی ضرورت کے اس کے حقیقی معنی سے ہٹانا جائز نہیں یہی معاملہ لفظ افطرت کا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰ : ۶۳۰)

واقعہ اگر آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افطار کے وقت دعاؤں کے الفاظ پر نظر ڈالے تو ازخود واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی دعا افطار کے بعد تھی مثلاً" آپ کے الفاظ ہیں۔

وعلی رزقك افطرت میں نے تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

آپ کی ایک دعا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے۔

ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجران شاء اللہ۔

پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

(المستدرک، ۱ : ۴۲۲)

یہ الفاظ کس قدر واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا افطار کے بعد ہوا کرتی تھی۔

امام ابن حجر مکی نے افطاری کے موقعہ پر دعا کے بیان کے لئے عنوان ہی یہ قائم فرمایا ہے۔

الاذکار التی تقال عقب الفطر — وہ دعائیں اور وظائف جو بعد از افطاری کئے جانے چاہئیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں راوی حدیث کے الفاظ "کان اذا افطر قال" واضح کر رہے ہیں۔

ان هذه الاذکار انما یسن الاتیان بها عقب الفطر۔ — کہ ان ازکار کو افطار کے بعد بجا لانا سنت ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا دعا افطاری سے پہلے ہو یا بعد میں دونوں میں مساوات ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

الظاهر انه بعد الافطار و قبله سواء فی اتیانه بالمستحب ضعیف لمخالفته لصریح الاحادیث المذکورة۔ — ظاہر یہی ہے کہ افطار کے بعد یا پہلے دونوں کو مستحب ہونے میں برابر قرار دینا ضعیف ہے کیونکہ یہ صریح احادیث کی مخالفت ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۷)

اسی مسئلہ کے بارے میں اعلحضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں مولانا عبدالمجید چشتی فریدی پانی پتی نے ۱۵ رمضان ۱۳۱۲ھ کو ایک استفتاء ارسال کیا جس میں انہوں نے دونوں طرف کے اقوال مع دلائل ذکر کئے، اعلحضرت قدس سرہ نے اس پر مستقل ایک رسالہ بنام "العروس المعطار فی من دعوة الافطار" تحریر فرمایا جس میں پانچ دلائل

سے واضح کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت دعا کا معمول افطار کے بعد تھا نہ کہ پہلے۔

جواب میں لکھتے ہیں۔

مقتضائے دلیل یہ ہے کہ (آدمی) یہ دعا روزہ افطار کرکے پڑھے۔

(فتاوی رضویہ ' ۱۰:۶۳۴)

ایک اور مقام پر اسی دعا پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے۔ (فتاوی رضویہ ۱۰:۶۲۹)

۶۷۔ نماز تراویح کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال رات کو بارگاہ خداوندی میں قیام کرتے مگر رمضان المبارک کی راتوں میں خصوصا" قیام کرتے ہوئے نماز تراویح ادا فرماتے اور رمضان میں قیام کی فضیلت بیان کرتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه۔

جس نے ایمان اور رضا الٰہی کی خاطر رمضان المبارک میں قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(بخاری، باب فضل من قام رمضان)

انہی سے دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یرغب فی قیام رمضان من غیران یأمرهم فیه بعزیمة

قیام رمضان کا شوق دلاتے لیکن اس کا پابند نہ فرماتے۔

(المسلم، باب فی قیام رمضان)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی خطبہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا۔

شھر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعًا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کا قیام نفل قرار دیا ہے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ)

ایک مقام پر فرمایا۔

ان اللہ قد فرض علیکم صیام رمضان وسننت لکم قیامہ۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض فرمائے اور میں نے تمہارے لئے قیام سنت فرمایا ہے۔

(رسالہ رمضان)

۶۸۔ تین دن باجماعت تراویح

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی، صحابہ نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، دن کو صحابہ کے درمیان رات کی نماز و قیام کا تذکرہ ہوا تو دوسری رات پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے، تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی دن کو دیگر لوگوں کو بھی اطلاع ہو گئی لہذا تیسری رات اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اھلہ۔ جب چوتھی رات آئی تو اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد ناکافی ہو گئی۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات تشریف نہ لائے، نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا۔

انہ لم یخف علی مکانکم و تمہاری موجودگی مجھ پر مخفی نہیں تھی لیکن

لکنی خشیت ان تفترض علیکم فتعجزوا عنھا۔ (البخاری، فضل من قام رمضان)

مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائیں اور تم ان کی ادائیگی سے عاجز آجاؤ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنوایا اور کئی راتیں نماز ادا کی صحابہ کو اطلاع ملی تو وہ بھی جمع ہو گئے اور نماز میں شریک ہونے لگے' ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آواز نہ سنی تو گمان کرنے لگے شاید آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہو گئے ہیں بعض صحابہ نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ ہماری موجودگی محسوس فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ انور سے باہر تشریف لائیں' اس موقعہ پر آپ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہاری کیفیت اور خواہش سے آگاہ ہوں۔

حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ فصلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا الصلوۃ المکتوبۃ۔ (المسلم، استحباب النافلۃ فی بیتہ)

حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہیں تم پر لازم نہ ہو جائیں اگر لازم ہو جاتیں تو تم قائم نہ رکھ سکتے لوگو اپنے گھر میں ادا کر لو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ ہر نماز گھر میں افضل ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ صحابہ مسجد نبوی میں متفرق طور پر قیام کیا کرتے' پانچ پانچ چھ چھ ہو کر ایک دوسرے سے قرآن سنتے' ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے حجرے کے سامنے چٹائی کا پردہ بنا دو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے بہت سے صحابہ وہاں جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رات کافی دیر تک نماز پڑھائی' حجرہ میں تشریف لائے اور وہ چٹائی

اسی حالت میں رہی تاکہ دوسری رات بھی قیام کیا جا سکے، دن کو دیگر صحابہ کو بھی اطلاع ہو گئی تو تمام مسجد لوگوں سے بھر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے لیکن لوگ وہیں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات کی نماز و قیام کے بارے میں سن کر صحابہ اس لئے اکٹھے ہوئے تاکہ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں۔ فرمایا عائشہ

اطوی عنا حصیرک — اپنی چٹائی وہاں سے اکٹھی کر لو۔

میں نے ارشاد گرامی کے مطابق چٹائی اٹھا لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات گھر میں قیام فرمایا اور لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو فرمایا لوگوں اللہ کی قسم بحمد اللہ میں بیدار رہا اور تمہارا مجتمع ہونے سے بھی میں آگاہ تھا۔

ولکنی تخوفت ان یفرض علیکم — مگر مجھے اندیشہ ہوا کہیں تم پر یہ قیام فرض و لازم نہ ہو جائے۔

(المسلم)

۶۹- بیس رکعات کا معمول

رمضان المبارک کی راتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خصوصی نماز (تراویح) ادا کرتے اس کی رکعتیں بیس تھیں امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات اور وتر ادا فرمایا کرتے۔

(غایۃ الاحسان، ۴۶)

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک نماز تراویح پڑھائی اس کے بعد جماعت نہ ہوئی حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی نماز تراویح لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مساجد میں تنہا ادا کیا کرتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مشہور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کی جماعت کا حکم دیا اس کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔

كان القيام على عهد عمر بثلاث وعشرين ركعة۔	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تئیس رکعت ادا کی جاتی تھیں۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۲۷)

یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر ادا کیا جاتے تھے۔

حضرت اعمش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

كان يصلى عشرين ركعة ويوتر بثلاث۔	آپ بیس رکعات اور تین وتر ادا فرماتے۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے قاری قرآن کو نماز تراویح کی جماعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

يصلى بهم رمضان عشرين ركعة۔	رمضان میں بیس رکعات لوگوں کو پڑھائیے۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۲۷)

باقی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات پر اضافہ نہ فرماتے تھے۔ اس سے مراد تہجد کی نماز ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی گویا اس روایت میں آپ کی تہجد کی نماز کا بیان ہے' آج تک حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا میں بیس رکعات ہی ادا کی جاتی ہیں مدینہ منورہ کے قاضی عطیہ محمد سالم نے اس موضوع پر مستقل کتاب "التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوۃ والسلام" لکھی ہے جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس معمول کو واضح کیا ہے۔

مسجد نبوی شریف کے ایک مدرس شیخ ابوبکر الجزائری تراویح کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اختلف فی عدد رکعاتھا و الاکثرون علی انھا عشرون رکعۃ دون الوتر۔

تراویح کی رکعتوں میں اختلاف ہے اکثریت کی رائے میں بیس رکعات ہیں۔

(رسالہ رمضان، ۷۷)

ترک' حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کو ترک کر دینے کے باوجود تاقیامت امت کا باجماعت تراویح کا معمول ہے جو واضح کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل کو ترک فرمانا ضروری نہیں اس کی حرمت کی وجہ سے ہو بلکہ اس کی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ مذکورہ معمول ترک فرمانے کی خود حکمت بیان فرما دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہیں تم پر یہ نماز فرض و لازم نہ ہو جائے اس مسئلہ کی تفصیلی بحث ہماری کتاب "مسئلہ ترک" میں ملاحظہ کیجئے۔

۷۰- آپ کی خصوصیت - صوم وصال

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ مغرب کے وقت افطار کرنے کے بجائے سحری کے وقت افطار فرماتے' یعنی سحری ہی آپ کی افطاری بھی ہوتی' آپ کے ان روزوں کو صوم وصال کہا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یواصل الی السحر — سحری کے وقت روزہ افطار فرماتے۔

(مجمع الزوائد' ۳:۱۶۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یواصل من السحر الی السحر — سحری سے لے کر دوسری سحری تک روزہ رکھتے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

۷۱- دن کو بھی روزہ' رات کو بھی روزہ

بعض اوقات افطار ہی نہ فرماتے مسلسل روزہ رہتا جیسے دن کو رکھتے رات کو بھی روزہ ہی رہتا کیونکہ بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صوم وصال سے منع کرتے ہوئے فرمایا اگر تم صوم وصال ضرور رکھنا ہی چاہو۔

فلیواصل الی السحر — تو صرف سحری تک رکھ سکتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہو۔ (یعنی افطار فرماتے ہی نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی لست کھیتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی۔ — میں تمہاری مانند نہیں ہوں میں اس حال میں رات بسر کرتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

(البخاری . باب الوصال)

شیخ ابن رجب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وظاھر ھذا یدل علی انه صلی اللہ علیه وسلم کان یواصل اللیل کله.

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھی حالت روزہ میں ہی رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۴)

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں وصال کا حقیقی معنی یہی ہے۔

ان یصل صوم یوم بصوم یوم اخر من غیر اکل او شرب بینھا ھذا ھوالصواب فی تحقیق الوصال۔

ایک دن کے روزے کے ساتھ ہی بغیر کھائے پئے دوسرے دن کا روزہ رکھ لینا وصال کہلاتا ہے اور اس کا معنی صحیح یہی ہے۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۷۳)

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جس کھانے پینے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد کیا ہے؟

۱۔ بعض نے اس سے حقیقۃً کھانا مراد لیتے ہوئے کہا، رات کو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصی نعمت عطا فرما دیتا تھا۔

۲۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسی خصوصی قوت نصیب ہو جاتی جو بھوک پیاس سے مانع ہو جاتی تھی۔

مگر دونوں پر اشکال وارد ہو جاتا ہے پہلے پر یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسی کھانا کھاتے تو روزہ دار ہی نہ رہتے چہ جائیکہ وصال کا روزہ ہو دوسرے پر یہ کہ اگر

بھوک پیاس محسوس ہی نہیں ہوتی تو روزہ کا مقصد فوت ہو گیا' اس لئے بعض اہل معرفت نے کھانے پینے سے مراد بیان کرتے ہوئے اور معنی بیان کیا' امام نووی شرح المہذب میں لکھتے ہیں۔

معناه ان محبة الله شغلتنی عن الطعام والشراب۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے کھانے پینے کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی۔

(اتحاف اہل الاسلام ۱۶۱۰)

شیخ ابن قیم نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہی معنی تحریر کیا ہے۔

ان المراد به مایغذیه الله به من معارفه، ومایفیض علی قلبه من لذة مناجاته' وقرة عینه یقربه وتنعمه بحبه، والشوق الیه وتوابع ذلك من الأحوال التی هی غذاء القلوب ونعیم الارواح وقرة العین، وبهجة النفوس والروح والقلب بما هو أعظم غذاء وأجوده وانفعه وقدیقوی هذا الغذاء حتی یغنی عن غذاء الاجسام مدة

اس سے مراد وہ غذا ہے جو اللہ تعالیٰ معارف کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتا' وہ لذت مناجات ہے جو آپ کے قلب اقدس کو نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ کے قرب کی ٹھنڈک' اس کی محبت کا انعام اور اس کا شوق اور دیگر ایسے احوال و کیفیات جو دلوں کی غذا' ارواح کے لئے نعمت' آنکھوں کے لئے ٹھنڈک' نفوس اور روح اور دل کے لئے ایسی غذا جو تمام غذاؤں سے بڑھ کر عمدہ اور نافع ہوتی ہے۔ یہ غذا اس قدر قوی ہے کہ انسان کومدت تک غذا جسمانی سے بے نیاز کر دیتی ہے جیسا کہ کسی نے خوب کہا تیری یادوں نے نفس کو کھانے پینے سے بالاتر کر دیا ہے' اس کے لئے تیری زیارت و دیدار روشنی کا سبب ہے اور تیری باتیں اس کے لئے حدی کا کام

من الزمان، كما قیل : لها
احادیث من ذکراك تشغلها
عن الشراب وتلهیها عن
الزاد لها بوجهك نور تستضئ
به - ومن حدیثك فی اعقابها
حادی اذا شکت من کلال
السیر اوعدها - روح القدوم
فتحیا عند میعاد ومن له
ادنی تجربة وشوق، یعلم
استغناء الجسم بغذاء القلب
والروح عن کثیر من الغذاء
الحیوانی ولا سیما المسرور
الفرحان الظافر بمطلوبه
الذی قد قرت عینه بمحبوبه
وتنعم بقربه. والرضی عنه
والطاف محبوبه وهدایاه
وتحفه تصل الیه کل
وقت، ومحبوبه یعنی به معتن

دیتیں ہیں جب سفر کی تھکاوٹ پریشان و
مضطرب کرتی ہے تو تیری یاد ہی روح و دل
کو دوبارہ زندگی عطا کرتی ہے اور جسے بھی اس
معاملہ محبت کا تھوڑا سا تجربہ اور شوق ہے وہ
جانتا ہے قلب و روح کی غذا آدمی کو غذا
حیوانی و جسمانی سے بے نیاز کر دیتی ہے
خصوصا" وہ خوشی و لذت جو ایسے مقصود و
مطلوب کے حصول پر ہوتی ہے کہ اس کی
آنکھیں محبوب کے دیکھنے سے ٹھنڈک پاتیں
ہیں' اس کا قرب و رضا اس کی سب سے
بڑی نعمت ہوتی ہے' محبوب کے الطاف و ہدایا
و تحائف اسے ہر وقت سامنے رہتے ہیں'
محبوب اسے ہرشے سے محبوب ہو اور محبت کاملہ
کے ساتھ اس کے آرام و اکرام میں مستغرق
ہو۔

کیا یہ محب کے لئے سب سے بڑی غذا نہیں
ہو گی؟

کیا مقام ہو گا اس محبوب کے ملنے پر جس
سے بڑھ کر کوئی بڑا' بزرگ' اعظم' اجمل'
اکمل اور محسن ہی نہیں' جب محب کا دل
اس کی محبت میں ڈوبا ہو' اس کی محبت سے
محب کے دل اور تمام اعضاء جوارح سرشار و
مالا مال ہوں' اس کی محبت کا .... محب
میں راج ہو' یہ شان حضور کو اپنے خالق کے
ساتھ حاصل ہے کیا ایسا محب دن رات اپنے

بامره، مكرم له غاية الاكرام مع المحبة التامة له، أفليس في هذا أعظم غذاء لهذا المحب، فكيف بالحبيب الذى لا شئ اجل منه، ولا اعظم ولا أجل ولا اكمل، ولا اعظم احسانا اذا امتلأ قلب المحب بحبه وملك حبه جميع اجزاء قلبه وجوارحه وتمكن حبه منه اعظم تمكن وهذا حاله مع حبيبه، أفليس هذا المحب عند حبيب يطعمه ويسقيه ليلا ونهارا، ولهذا قال: "انى اظل عند ربى يطعمنى ويسقينى" ولو كان ذلك طعاما وشرابا للفم لما كان صائما فضلا عن كونه مواصلا وايضا فلو كان ذلك في الليل

محبوب سے کھا پی نہیں رہا ہوتا؟ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی اب اگر یہ کھانا پینا عملاً" ہو تو روزہ نہیں چہ جائیکہ وصال کا روزہ ہو اور اگر رات کو ایسا ہوتا تو پھر بھی آپ صاحب وصال نہ رہتے یہی وجہ ہے جب صحابہ نے عرض کیا آپ وصال فرماتے ہیں تو آپ نے اس کا انکار نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

لم يكن مواصلا، ولقال لاصحابه
اذا قالوا له انك تواصل
(لست اواصل) ولم يقل
(لست كهيئتكم) بل اقرهم
على نسبة الوصال اليه۔
وقطع الالحاق بينه وبينهم
فی ذلك بما بينه من الفارق
كما فی صحیح مسلم، من
حديث عبد الله بن عمر،
ان رسول الله صلی اللہ علیه
وسلم واصل فی رمضان،
فواصل الناس فنهاهم،
فقيل له انت تواصل فقال
(انی لست مثلکم انی اطعم
واسقی)

۷۲- مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے۔

۱۔ امام ابن ابی عاصم نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو عبادت میں پہلے سے بھی بڑھ کر محنت فرماتے۔

واغتسل بین الاذانین (لطائف المعارف، ۳۴۲)	اور مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے۔

یہاں دونوں اذانوں سے مراد مغرب و عشاء ہیں۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول مبارک ان الفاظ میں مروی ہے۔

کان یغتسل بین العشائین کل لیلۃ یعنی من العشر الاواخر (لطائف المعارف، ۳۴۶)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرمایا کرتے۔

۳۔ امام ابن ابی عاصم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے ایک رات رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ شب بیداری کی۔

فاغتسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسترہ حذیفۃ وبقیت فضلۃ فاغتسل بھا حذیفۃ وسترہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ نے پردہ کیا بقیہ پانی سے حضرت حذیفہ نے غسل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ من رمضان فی	رمضان کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے حجرہ

حجرة من جريد النخل فصببت عليه دلوا من ماء (اتحاف اہل الاسلام، ۲۱۰)

میں قیام فرمایا اور میں نے پانی کا ڈول آپ پر انڈیل دیا۔

شیخ ابن رجب اور امام ابن حجر مکی دونوں نے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں بیان کیا۔

ومنها اغتساله صلى الله عليه وسلم بين العشائين، (لطائف المعارف، ۳۴۶) (اتحاف اہل الاسلام، ۲۱۰)

مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرمانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل ہے۔

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہوتی ہے اور پھر محدثین و فقہاء کرام نے ان سے استدلال کیا اور ان میں بیان کردہ عمل کو اپنا معمول بنایا۔ امام ابن جریر اہل علم کا معمول یوں بیان کرتے ہیں۔

كانوا يستحبون ان يغتسلوا كل ليلة من ليالي العشر الاخير۔ (هكذا صام رسول الله، ۱۱۴)

اہل علم و معرفت رمضان کے آخری عشرہ میں ہر رات غسل کرنا مستحب جانتے ہیں۔

امام ابراہیم نخعی تابعی کا معمول یہ تھا

يغتسل فى العشر كل ليلة۔ (لطائف المعارف، ۳۴۶)

آخری عشرہ رمضان میں ہر رات غسل کرتے۔

حضرت ایوب السختیانی کے بارے میں منقول ہے وہ تیئس اور چوبیس رمضان کی رات غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے اور فرماتے تیئس اہل مدینہ کی رات اور چوبیس

ہماری رات ہے۔ حضرت زر بن جیش' ستائیس رات کو غسل فرماتے۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول یہ ملتا ہے جب رمضان کی چوبیسویں رات آتی۔

اغتسل وتطیب ولبس حلة ازارا ورداء فاذا اصبح طواھما فلم یلبسھا الی مثلھا من قابل۔

غسل کرتے' خوشبو لگاتے نیا حلہ' تہہ بند اور چادر اوڑھتے جب صبح ہوتی تو انہیں طے کرکے رکھ دیتے اور پورا سال ایسے کپڑے نہ پہنتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۶)

۷۳۔ سراقدس دھلاتے

حالت اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک عمل بھی ملتا ہے کہ آپ اس طرح لیٹ جاتے کہ سراقدس مسجد سے باہر ہوتا سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سراقدس کو دھوتیں اور اسے کنگھی کرتیں۔

بخاری میں ام المومنین سے مروی ہے

کان یخرج رأسه من المسجد وھو معتکف فاغسله۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں سراقدس مسجد سے باہر نکالتے اور میں اسے دھویا کرتی۔

(البخاری، باب غسل المعتکف)

دوسری روایت میں حضرت عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے

ان کانت ترجل النبی صلی اللہ علیه وسلم وھی حائض و

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراقدس کو حالت اعتکاف میں کنگھی وغیرہ کیا کرتیں

هو معتکف فی المسجد وھی فی حجرتها يناولها رأسه۔ حالانکہ یہ اپنے حجرہ میں ہوتیں۔

(البخاری باب المعتکف یدخل رأسه البیت)

امام بدرالدین عینی اس کی تفصیلی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں حجرہ انور کا دروازہ مسجد شریف کی طرف تھا۔ (عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۵۸) میں ہے:

وکانت عائشة تقعد فی حجرتها من وراء القبة ویقعد رسول الله صلی علیه وآله وسلم فی المسجد خارج الحجرة فیمیل رأسه الیها۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں قبہ کے پیچھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور اپنا سر اقدس ان کی طرف جھکا دیتے۔

سر اقدس کا دھلانا بھی واضح کر رہا ہے کہ معتکف غسل کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے: بابُ غسل المعتکف (اعتکاف کرنے والا غسل کر سکتا ہے)

اس گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ معتکف غسل جمعہ اور عبادت میں ذوق و شوق کی بحالی کے لئے غسل کر سکتا ہے اور ظاہر ہے یہ مسجد سے باہر ہی ہو گا نہ کہ مسجد کے اندر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی معتکف کے غسل جمعہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اما غسل جمعہ روایتے صریح دراں از اصول نمی یابیم جز آنکہ در شرح اولاد گفتہ است کہ بیروں می آید بروئے غسل فرض باشد یا نفل

(اشعۃ اللمعات، ۲: ۱۲۰)

غسل جمعہ کے بارے میں اصول میں کوئی صریح روایت ہم نے نہیں پائی شرح اوراد میں ہے کہ معتکف غسل کے لیے باہر آسکتا ہے۔ خواہ غسل فرض ہو یا نفل۔

آپ پیچھے تفصیلاً پڑھ چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری

عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرمایا کرتے اور ظاہر ہے یہ غسل نفلی ہی تھا' حضرت شیخ کے مطالعہ میں یہ معمول اور روایت نہیں آئی تبھی انہوں نے فرمایا میری نظر سے کوئی صریح روایت نہیں گزری لیکن شرح اوراد میں' غسل نفل کی اجازت دی گئی ہے ظاہر ہے ان بزرگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معلوم تھا کیونکہ وہ اجتہادی طور پر ایسی بات کہاں کر سکتے ہیں؟

۷۴- آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال ہی عبادت الٰہی میں کوئی کمی نہ فرماتے ماہ رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں سے بڑھ کر عبادت فرماتے اور جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ان میں تو اور خصوصی عبادت کا اہتمام فرماتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر ما لا یجتھد فی غیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں جتنی محنت فرماتے دوسرے دنوں میں اتنی نہ فرماتے۔

(المسلم، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر)

۷۵- وصال کا روزہ اور آخری عشرہ

پیچھے گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دن کے ساتھ ساتھ رات کا بھی روزہ رکھتے اور یہ وصال کے روزوں کا معمول مبارک بھی اکثر طور پر آخری عشرہ رمضان میں ہوتا تاکہ وہ قلیل سے قلیل لمحات جو کھانے پینے میں لگتے ہیں ان کو بھی عبادت الٰہی کے لئے وقف کیا جائے شیخ ابن قیم لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس قدر عبادت فرماتے۔

حتی انہ کان لیواصل فیہ احیاناً لیوفر ساعات لیلہ ونہارہ علی العبادۃ۔

حتی کہ بعض اوقات وصال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ دن رات کی ہر گھڑی کو عبادت الٰہی کے لئے ہی مخصوص کیا جا سکے۔

(صوم النبی، ۵۸)

۷۶- کمر کس کر باندھ لیتے

آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی کمر مبارک کو کس کر باندھ لیتے جو خوب محنت و جدوجہد کی علامت ہوا کرتا ہے۔

صحابہ سے مروی ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وجدّ وشدّ المئزر۔

خوب محنت فرماتے اور مبارک کمر کو باندھ لیتے۔

(المسلم، باب الاعتکاف)

شد المئزر کا معنی بیان کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں۔

ھو الاجتہاد فی العبادات زیادۃ علی عادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غیرہ۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر ایام کی نسبت عبادات میں محنت اور اضافہ تھا۔

(شرح مسلم، ۱: ۳۷۲)

امام عبدالرؤف المناوی نے ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

وھو کنایۃ عن الاجتہاد فی العبادۃ۔

یہ عبادت میں محنت کا بیان ہے۔

(فیض القدیر، ۵: ۱۳۲)

امام ابن حجر مکی آخری عشرہ کے معمولات میں بیان کرتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یشد المئزر۔ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر باندھ لیا کرتے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۰۸)

۷۷۔ تمام رات بیدار رہتے

رمضان کی باقی راتوں میں کچھ آرام بھی فرماتے مگر آخری راتوں میں وہ تھوڑا سا آرام بھی ترک فرما دیتے اور تمام رات بیدار رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا۔

اذا دخل العشر حیی اللیل۔ — جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات بیدار رہتے۔

شیخ ابن رجب فرماتے ہیں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے

واحیا اللیل کلہ۔ — تمام رات بیدار رہتے۔

(لطائف المعارف، ۲۳۹)

مسند احمد کی روایت اس کی تائید کر رہی ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یخلط العشرین بصلاۃ ونوم فاذا جاء العشر شمر وشد المئزر — رمضان کے بیس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز و آرام دونوں کرتے لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو کمر کس کر باندھ لیا کرتے۔

(مسند احمد، ۶ : ۱۴۶)

امام ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ معمول نقل کیا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا شهد رمضان قام ونام فاذا كان اربعا وعشرين لم يذق غمضا۔

جب رمضان شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے اور آرام بھی لیکن چوبیس رمضان ہوتی تو آپ ایک لمحہ بھی نیند نہ فرماتے۔

(الحلیہ، ۶ : ۳۰۶)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

لم یاوٗ الی فراشه حتی ینسلخ رمضان۔

رمضان گزرنے تک آپ بستر پر آرام فرمانہ ہوتے۔

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

وطوی فراشه

آپ کا مبارک بستر لپیٹ دیا جاتا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۰۸)

باقی پیچھے جو گزرا کہ حالت اعتکاف میں بستر اور چارپائی بھی بچھائی جاتی تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نیند فرماتے ہوں' ممکن ہے امت کے لئے تعلیم ہو کہ معتکفین مسجد میں بستر وغیرہ لا سکتے ہیں اور سو بھی سکتے ہیں۔

۷۸۔ سارے رمضان کا معمول

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول فقط آخری عشرہ رمضان کا ہی نہ تھا بلکہ پورے رمضان کا تھا۔ امام بیہقی نے فضائل اوقات میں اور امام جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر میں ام المومنین سے روایت کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں۔

كان اذا دخل رمضان شد

جیسے ہی رمضان شروع ہوتا آپ صلی اللہ

مئزرہ ثم لم یأت فراشہ حتی ینسلخ۔ — علیہ وسلم کمر کس کر باندھ لیتے اور اس کے اختتام تک آرام فرما نہ ہوتے۔

(الجامع الصغیر، حدیث ۶۶۸۰)

۷۹۔ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے

رمضان کی آخری راتوں میں صرف خود ہی بیدار نہ رہتے بلکہ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا۔

احیی اللیل وایقظ اھلہ۔ — تمام رات قیام فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

(المسلم، باب الاجتہاد فی العشر)

یہاں اہل سے مراد صرف ازواج مطہرات ہی نہیں بلکہ ہر وہ چھوٹا بڑا مراد ہے جو نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ طبرانی کی روایت میں یہی ہے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بیدار کرتے۔

وکل صغیر وکبیر یطیق الصلاۃ۔ — اور اس چھوٹے بڑے کو بیدار کرتے جو نماز پڑھ سکتا ہے۔

(مسند احمد، ۱: ۳۳۳)

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بقی من رمضان عشرۃ ایام یدع احدًا من — جب رمضان کے دس دن باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جسے نماز کی طاقت ہوتی اسے بیدار فرماتے۔

اهلہ یطیق القیام الاقامہ۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۸)

۸۰- اعتکاف فرماتے

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نہایت ہی مبارک معمول اعتکاف ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ تعالیٰ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ۔

رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف فرماتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وصال عطا فرمایا آپ کے بعد ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتیں۔

(بخاری، کتاب الاعتکاف)

امام ابن شہاب زہری لوگوں کے اعتکاف نہ کرنے پر کہا کرتے۔

عجبًا للمسلمین ترکوا الاعتکاف والنبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یترکہ منذ دخل المدینۃ حتی قبضہ اللہ۔

افسوس مسلمانوں پر انہوں نے اعتکاف ترک کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک مدینہ منورہ میں اعتکاف ترک نہ فرمایا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۲۹)

۸۱- پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا پہلا عشرہ اعتکاف فرمایا پھر دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکی خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کو مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا۔

ثم اطلع رأسه فكلم الناس فدنوا منه فقال انى اعتكف العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لى انها فى العشر الاواخر فمن احب منكم ان يعتكف فليعتكف۔

سر اقدس نکال کر صحابہ کو قریب آنے کا فرمایا جب وہ قریب آگئے تو فرمایا میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا پھر میں نے درمیانی عشرہ اعتکاف کیا۔ پھر مجھے بتایا گیا وہ آخری عشرہ میں ہے تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا چاہتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

ایک مقام پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اعتكف العشر الاوسط من رمضان يلتمس ليلة القدر قبل ان تبان له۔

لیلۃ القدر پر آگاہی سے پہلے اس کی تلاش کے لئے درمیانی عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا۔

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آخری عشرہ میں

اعتکاف فرمایا کرتے' امام ابن حجر کی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

فاعتکافہ فی الاوسط لرجائھا قبل ان یبین لہ ذلک فلما تبین لہ انھا فی الاخیر اعرض عن الوسط۔

لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے درمیانی عشرہ میں اعتکاف' اس پر مطلع ہونے سے پہلے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے تو آپ نے وسط کا اعتکاف ترک فرما دیا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۰۱)

۸۲۔ شوال میں قضا اعتکاف

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا ہوا یوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمہ لگایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اعتکاف کی اجازت چاہی جو مل گئی انہوں نے الگ خیمہ لگایا' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت حاصل کرکے خیمہ لگا لیا' جب یہ منظر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول صبح کی نماز کے بعد اپنے خیمہ میں جلوہ افروز ہونے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا آپ کے خیمہ کے ساتھ تین اور خیمے بھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے اٹھانے کا حکم دے دیا۔

فترك الاعتكاف ذلك الشهر ثم اعتكف عشرا من شوال۔

اس ماہ رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا پھر شوال کے عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔

(البخاری، باب اعتکاف النساء)

اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں

امام بدرالدین عینی اور دیگر محدثین کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک اعتکاف کی درج ذیل حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ کہیں ان کا یہ عمل کمال اخلاص سے خالی نہ ہو' محض آپ کے قرب اور آپس میں غیرت و رشک کی بنا پر ہو۔

۲۔ مسجد میں ہر قسم کے لوگ اعراب اور منافقین کی آمدورفت تھی خواتین کے لئے آمدورفت میں تنگی و پریشانی نہ ہو۔

۳۔ ان کے خیموں کی وجہ سے مسجد نمازیوں کے لئے تنگ ہو گئی تھی۔

۴۔ چوتھی یہ بیان فرمائی۔

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا راھن عندہ فی المسجد فصار کانہ فی منزلہ بحضورہ مع ازواجہ وذھب المقصود من الاعتکاف وھو التخلی عن الازواج ومتعلقات الدنیا۔

جب آپ نے مسجد میں ازواج مطہرات کو ارد گرد دیکھا تو محسوس فرمایا یہاں تو گھر والا معاملہ ہی بن گیا ہے اور اس سے مقصد اعتکاف (ازواج اور امور دنیا سے جدا ہونا) فوت ہو جائے گا۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۴۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہی حکمت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

او بالنسبۃ الی ان اجتماع النسوۃ عندہ یصیرہ کالجالس فی بیتہ وربما شغلنہ من التخلی لما

کہ خواتین کے اجتماع کی وجہ سے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہی تشریف فرما ہیں اور یہ بات

قصد من العبادة فیفوت مقصود الاعتکاف ۔

خلوت میں عبادت کے منافی ہے اور اس سے اعتکاف کا مقصد فوت ہونے کا خطرہ تھا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۲۳)

اہم نوٹ

اس پر وہ لوگ ضرور غور کریں جو حالت اعتکاف میں بھی اپنے ارد گرد عام زندگی کے ماحول کو قائم رکھتے ہیں جس سے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ان دنوں کچھ معمولات میں تبدیلی آئی ہے' اگر معمولات میں تبدیلی نہیں لانی تو پھر اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت؟ آپ نے دیکھا نہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں گھر والا ماحول ہی محسوس فرمایا تو اعتکاف ترک فرمادیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ماحول اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا جس عبادت کو ایک دفعہ شروع فرمالیتے کبھی اسے ترک نہ فرماتے اس لئے آپ نے یہ متروکہ اعتکاف کی قضا شوال کے آخری عشرہ میں فرمائی۔

اعتکف فی آخر العشر من شوال ۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)

۸۳- وصال کے سال بیس دن اعتکاف

اکثر طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ اعتکاف فرمایا۔ مگر وصال کے سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا یعنی گیارہ رمضان المبارک سے اعتکاف شروع فرما کر آخری رمضان تک جاری رکھا' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرمایا کرتے۔

فلما کان العام الذی قبض فیہ اعتکف عشرین یوما۔
وصال کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط)

بیس روز اعتکاف کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے شارحین حدیث لکھتے ہیں۔

۱۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کو اس لئے بڑھا دیا۔

من اجل انہ علم بانقضاء اجلہ ارادا ستکثار عمل الخیر لیسن لامتہ الاجتہاد فی العمل اذا بلغوا اقصی العمر لیلقوا اللہ علی خیر احوالھم۔
چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال سے آگاہ ہو چکے تھے آپ نے عمل خیر میں اضافہ فرما کر امت کو تعلیم دی کہ عمر کے آخری حصہ میں عمل خیر میں خوب محنت سے کام کیا جائے تاکہ بہتر حال میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہو۔

۲۔ دوسری وجہ بعض علماء نے یہ بیان فرمائی کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل امین قرآن کا دور کیا کرتے تھے جس سال آپ کا وصال ہوا انہوں نے آپ سے دو دفعہ دور کیا۔

فلذلک اعتکف قدر ما کان یعتکف مرتین۔
اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ کا اعتکاف ایک دفعہ فرمایا۔

۳۔ امام ابن العربی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے جس اعتکاف کو ترک فرمایا تھا اس کی قضا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ شوال میں کر لی تھی مگر آپ کی خواہش ہوئی کہ قضا رمضان میں بھی کرنی چاہئے۔

اعتکف فی العام الذی یلیہ عشرین لیتحقق قضاأ العشر فی رمضان۔

متصل سال میں بیس دن اعتکاف فرمایا تاکہ اس کی قضا رمضان ہی میں ہو جائے۔

۴۔ بعض نے اس عمل مبارک کی حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ مذکورہ اعتکاف کی قضا نہ تھی وہ تو شوال میں کر لی تھی یہ اس اعتکاف کی قضا تھی جو اس سے پچھلے سال سفر کی وجہ سے رہ گیا تھا۔

انہ کان فی العام الذی قبلہ کان مسافرا فلم یعتکف فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین۔

اس سے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ فرما سکے تھے تو آئندہ سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ وجہ اقوی ہے کیونکہ اس کا ذکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فسافر عاما فلم یعتکف فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین۔

ایک سال ہم نے سفر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف نہ فرما سکے پھر آئندہ سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس یوم اعتکاف فرمایا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۲۹)

وصال کا کمال شوق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل کی حکمت ان پر محبت الفاظ میں بیان کی ہے۔

از جہت کمالِ شوق و تہیا و استعداد بوصول درگاہ۔ بیست

وعدہ وصل چوں شود نزدیک

آتشِ شوق تیز تر گردد

(اشعۃ اللمعات، ۲: ۱۲۰)

بارگاہ خداوندی کے وصال و ملاقات کے شوق اور اس کی بہتر تیاری کے لیئے ایسا کیا کسی نے کہا خوب کہا

جب ملاقات کا وعدہ قریب آتا ہے

تو شوق کی آگ مزید بھڑک اٹھتی ہے۔

۸۴۔ اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے مسجد سے ہی متصل بلکہ بقول بعض تابعین کے مسجد کے اندر تھے مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اعتکاف نہ فرمایا حضرت عطاء بن ابی رباح سے جب یہ پوچھا گیا کہ مجاورت اور اعتکاف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا یہ الگ الگ ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا یہ دونوں مختلف ہیں، مجاورت کے لئے مسجد شرط نہیں اور اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے پھر اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بطور دلیل بیان کیا۔

کانت بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فلما اعتکف فی شھر رمضان خرج من بیوتہ الی بطن المسجد فاعتکف فیہ۔

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۴۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس حجرے مسجد ہی میں تھے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اعتکاف فرماتے تو ان سے نکل کر مسجد میں تشریف فرما ہو کر اعتکاف فرماتے۔

حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا

یہاں اس بات کا ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ جس مقام پر اعتکاف کیا جا سکتا ہے وہ مسجد کا ہال' برآمدہ اور صحن ہے کیونکہ انہی پر حقیقتہ" مسجد کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ حصہ جو مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے مثلاً" وضو خانہ' حجرہ امام اور گودام وغیرہ وہ مسجد نہیں بلکہ وہ حکم مسجد میں ہوتا ہے لہٰذا اس حصہ میں اعتکاف نہیں کیا جا سکتا بلکہ معتکف حالت اعتکاف میں اگر ان حصص میں بلا ضرورت جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا جب اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے تو جو لوگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں ان کا اعتکاف نہیں ہو گا۔

آج کئی لوگ اپنا امتیاز اور پروٹوکول قائم رکھنے کے لئے مسجد کے بجائے الگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں انہیں احساس ہونا چاہئے مسجد سب سے افضل و اعلیٰ مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ اللہ کے گھر کی رحمتوں اور برکات سے محروم کر دیئے گئے ہوں جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ چھوڑ کر مسجد میں بیٹھتے ہیں تو ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

اعتکاف کے لئے خیمہ لگواتے

اعتکاف چونکہ نام ہی مخلوق سے جدا ہو کر خالق کی چوکھٹ پر بیٹھ جانے کا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ یہ مقام ہر وقت حاصل ہے مگر امت کی تعلیم کی خاطر باقاعدہ خیمہ میں اعتکاف فرماتے تاکہ اعتکاف کرنے والے کو اپنے رب سے خلو[illegible] نصیب ہو اور ایسی یکسوئی مل جائے کہ سارا سال اس کا دل اپنے خالق و [illegible] کی طرف ہی متوجہ رہے' اس کا دل کسی کار کی طرف ہو مگر دل حقیقی محبوب اور یار کی طرف ہی رہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فکنت اضرب لہ خباء (البخاری، باب اعتکاف النساء)	میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا کرتی تھی۔

دوسرے مقام پر فرماتی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی انصرف الی بنائہ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (فجر) ادا کرکے اپنے مقدس خیمہ میں تشریف فرما ہوتے۔

(البخاری، باب من اراد ان یعتکف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ نے پہلا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا۔

ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبہ ترکیۃ علی سدتھا حصیر قال فاخذ الحصیر بیدہ فنحاھا فی ناحیۃ القبۃ ثم اطلع رأسہ فکلم الناس۔	دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ترکی خیمہ میں تھا جس کے دروازہ پر چٹائی پردہ تھا' اس چٹائی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف کرکے سر اقدس نکال کر لوگوں سے کلام فرمایا۔

(موطا امام مالک، کتاب الاعتکاف)

امام ابن ماجہ نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہی باب الاعتکاف فی خیمۃ فی المسجد ہے۔

انہی روایات کی بنا پر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بیان کیا۔
شیخ ابن قیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

وکان یأمر بخباء فیضرب له فی المسجد یخلو فیه بربه عزوجل۔

آپ خیمہ لگانے کا حکم فرماتے جو مسجد میں لگا دیا جاتا آپ اس میں اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہتے۔

(صوم النبی، ۱۹۴)

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی لکھتے ہیں۔

کان اعتکافہ فی قبۃ تنصب له فی المسجد قرب بیتہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں اعتکاف فرماتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس گھر کے پاس نصب کیا جاتا تھا۔

(ھکذا صام رسول اللہ، ۷۳)

شیخ علیہ محمد سالم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ففی ھذا الحدیث اعتکافہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ ترکیۃ وفی بعض الاثار قبۃ من خوص۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ترکی خیمہ میں اعتکاف فرماتے تھے بعض روایات میں کھجوری خیمہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(مع الرسول فی رمضان ۸۹)

شیخ محمد بن عبداللہ العلوی حاشیہ ابن ماجہ میں قبۃ ترکیۃ کے تحت لکھتے ہیں۔

ای قبۃ صغیرۃ من لبود

یعنی چمڑے کا چھوٹا خیمہ ہوتا تھا۔

(مفتاح الحاجہ، ۱۲۸)

خدارا سوچئے

آپ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول پڑھا کہ اپنے رب اکرم سے خلوت کے لئے خیمہ لگاتے۔ اگرچہ آپ خیمہ کے محتاج نہ تھے مگر اس میں ہمارے لئے تعلیم تھی تم اگر اپنے رب سے یکسوئی چاہتے ہو تو یہ چند دن اس طرح تنہائی میں بیٹھو بس تمہارا رب ہو اور تم' اعتکاف کو میلہ بنانے والے اس پر ضرور غور کریں کہیں لوگوں کو اپنے رب کریم کی طرف متوجہ کرنے کے بجائے غافل تو نہیں کر رہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی ہی بندے کو رب کا محبوب بناتی ہے اسے چھوڑ کر رب کو نہیں پایا جا سکتا لہذا ضروری ہے لوگوں کو اعتکاف کے موقعہ پر اجتماعیت کے بجائے تنہائی کا درس دیا جائے تاکہ وہ مقصد اعتکاف کو پا سکیں۔

۸۶- خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے

اعتکاف کی ابتدا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کی شام کو فرما دیتے' رات مسجد میں ہی بسر ہوتی مگر خیمہ میں اکیس رمضان کی نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے' ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے۔

فکنت اضرب له خباء فیصلی الصبح ثم یدخله۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا جاتا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کر کے تشریف فرما ہوتے۔

(البخاری، باب اعتکاف النساء)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف فرماتے۔

فاذا صلی الغداۃ دخل مکانہ الذی اعتکف فیہ۔

جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو پھر اس مقام (خیمہ) پر تشریف فرما ہوتے یہاں آپ معتکف ہوتے۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)

مسلم کے الفاظ ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل معتکفہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو نماز فجر ادا کرکے اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے۔

(المسلم، کتاب الاعتکاف)

شارح مسلم امام نووی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انہ دخل المعتکف وانقطع فیہ وتخلی بنفسہ بعد صلوۃ الصبح لا ان ذلک وقت ابتدا الاعتکاف بل کان من قبل المغرب معتکفا لابثا فی جملۃ المسجد فلما صلی الصبح انفرد۔

نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہو جاتے، تمام لوگوں سے منقطع ہو کر تنہائی میں تشریف لے جاتے اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد اعتکاف شروع کرتے بلکہ اعتکاف تو مغرب کے بعد شروع کرتے مگر مسجد میں ٹھہرے رہتے فجر کی نماز ادا کرکے تنہائی میں تشریف لے جاتے۔

(شرح مسلم، ۱ : ۳۷۱)

تنہائی اور خلوت کی تائید

پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول گزرا کہ آپ اعتکاف کے لئے خیمہ لگایا کرتے مذکورہ احادیث اس کی تائید کر رہی ہیں، ان میں انفرد (آپ جدا ہو جاتے) اور دخل معتکفہ (آپ جائے اعتکاف میں داخل ہو جاتے) کے الفاظ اسی بات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

محدثین کرام نے لفظ معتکف کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد

الموضع الذی کان یخلو فیہ عن اعین الناس۔

وہ مقام ہے جس میں اعتکاف کرنے والا لوگوں کی نگاہوں سے غائب اور خلوت میں چلا جاتا ہے۔

(حاشیہ مشکوٰۃ، ۱۸۳)

انہی روایات کے پیش نظر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بیان کیا۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم یدخل معتکفہ اذا صلی فجر الیوم الاول من العشر۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف میں آخری عشرہ کے پہلے دن نماز فجر کے بعد داخل ہوتے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)

ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کی حکمت یہ ہو کہ چونکہ رات کو مسجد نمازیوں سے خالی ہو جاتی ہے لوگوں کا آنا جانا کم ہو جاتا ہے اس لئے معتکف رات کو خیمہ سے باہر رہ سکتا ہے اور دن کو لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ خیمہ میں منتقل و مقیم رہے۔

۸۷۔ حسب ضرورت گفتگو فرماتے

دوران اعتکاف حسب ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر لوگوں سے ملاقات اور گفتگو فرمانے کا معمول بھی تھا۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے گزرا۔ آپ نے درمیانی عشرہ بھی اعتکاف فرمایا ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف میں تھے ہمیں خیمہ سے سر اقدس نکال کر فرمایا۔

نقیل لی انہا فی العشر الاواخر فمن احب منکم ان یعتکف فلیعتکف (المسلم، کتاب الصیام)

مجھے آگاہ کیا گیا ہے لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا چاہتا ہے جاری رکھے۔

۸۸۔ حسب ضرورت ملاقات فرماتے

گفتگو کے علاوہ ملاقات فرمانا بھی ثابت ہے آپ کی اہلیہ محترمہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

جاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزورہ فی اعتکافہ فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عندہ ساعۃ ثم قامت فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہا یقلبہا حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمۃ۔

(البخاری، باب هل یخرج المعتکف)

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آخری عشرہ کے اعتکاف میں مسجد میں زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی جب وہ واپس جانے کے لئے اٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو الوداع کرنے کے لئے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گئیں جو باب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے۔

حضرت صفیہ کے آنے کی وجہ

حالت اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حضرت صفیہ

رضی اللہ عنہا کے آنے کی حکمت بھی محدثین نے بیان کی کہ یہ .... زعماء یہود کے رئیس کی صاحبزادی تھیں وہاں سے گرفتار ہو کر آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر اپنے عقد میں لے لیا۔

لقد عز علیها فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستوحشت لبعدہ فجاءتہ تسعی لزیارتہ والانس بہ رضوان اللہ علیہا ما ابرھا واصدقها۔

(ھکذا اصام، ۷۶)

تو ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی شاق گزری اور دوری کی وجہ وحشت زدہ ہو گئیں اس لئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں۔

روایت ہشام بن یوسف میں ہے کہ اس موقعہ پر دیگر ازواج مطہرات بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تھیں۔ (عمدۃ القاری - ۱۱: ۱۵۱)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھر تک چھوڑنے جانے کی حکمت محدثین نے بیان کرتے ہوئے کہا۔

ان خروجہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صفیۃ محمول علی انہ خروج لم یکن لہ بدمنہ لانہ کان لیلاً فلم یأمن علیها۔

(الاعتکاف، ۶۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا ایسا تھا جس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ رات کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں عدم تحفظ محسوس فرمایا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے۔

ان بیوت رفقتها کانت اقرب من منزلها فخشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیھا۔

باقی ازواج مطہرات کے گھر ان کے گھر سے قریب تھے ان کا دور تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تنہا جانا مناسب نہ سمجھا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۲۴)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

کان یخرج رأسہ من المسجد وھو معتکف فاغسلہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں سر اقدس مسجد سے باہر نکالتے اور میں اسے دھویا کرتی تھی۔

(البخاری، باب غسل المعتکف)

یعنی حالت اعتکاف میں نہ تو اتنی سختی ہے کہ انسان بات ہی نہ کرے اور نہ اتنی کھلی چھٹی ہے کہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے اس لئے یہاں دو باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

۱۔ یہ ملاقات اور گفتگو حسب ضرورت ہی ہونی چاہئے نہ کہ عام معمول کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس معمول سے اتنا تو ثابت کرنا عین اسلام ہے کہ معتکف حسب ضرورت کسی سے گفتگو کر سکتا ہے یا کسی سے مل سکتا ہے مگر اس سے جماعتی کانفرنسوں' جلسوں جلوسوں اور میٹنگوں پر ثبوت فراہم کرنا اسلام پر ظلم اور زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر تک چھوڑ آنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ معتکف ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور وہ کام مسجد میں نہ ہو سکتا ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی دوسرا اسے انجام بھی نہ دے سکتا ہو۔ اس لئے فقہا کرام نے یہ تصریح کی ہے۔

کل مالا بدلہ منہ ولا یمکن

ہر وہ عمل جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور مسجد

نعله فی المسجد فله الخروج الیه ولا یفسد اعتکافه۔ (الاعتکاف، ۵۹)

میں اس کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں معتکف باہر جا سکتا ہے اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔

۸۹۔ بستر اور چارپائی

خیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو

طرح له فراشه او یوضع له سریره۔ (ابن ماجہ، ۱۲۸)

آپ کے لئے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی تھی۔

آپ کا مقام اعتکاف

مذکورہ روایت میں آپ کے مقام اعتکاف کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

یوضع له سریره وراء اسطوانة التوبة۔ (ابن ماجہ ۱۲۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ستون توبہ کی پچھلی طرف چارپائی بچھائی جاتی تھی۔

یہ ستون ریاض الجنتہ میں ہے' صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو گئی تو انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی۔

لا یفکه الا رسول الله صلی الله علیه وسلم وان یتوب الله علیه۔

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے انہیں کھولا اس وجہ سے اس مبارک ستون کا نام ستون توبہ ہے اسے "ستون ابولبابہ" بھی کہا جاتا ہے۔

محل اعتکاف اور ستون سریر

مذکورہ روایت سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ محل اعتکاف ستون توبہ کی پچھلی طرف تھا لیکن اس کی خصوصی نشاندہی کے لئے ترکوں نے ستون سریر بنایا جو اس مقام پر ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے اور وہ ستون روضہ اقدس کی جالی میں مرجع زیارت ہے' شیخ عطیہ محمد سالم رقمطراز ہیں۔

ويوجد الأن اسطوانة تسمى اسطوانة السرير و تقع شرقي الروضة في اول المشبك الموجود على الحجرة

اب اس مقام پر جو ستون ہے اس کا نام "اسطوانۃ السریر" ہے وہ ریاض الجنۃ کی مشرقی جانب حجرہ نبوی کی پہلی جالی میں ہے۔

(مع الرسول في رمضان - ۹۰)

صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے

صحابہ کرام نے اس مقام کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو اس مقام کی نشاندہی کرتے اور اس کی زیارت کرواتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید حضرت امام نافع رحمتہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

قد أراني عبد الله بن عمر المكان الذي يعتكف فيه

مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقدس مقام کی زیارت کروائی۔ یہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد۔
(مسلم، کتاب الاعتکاف)

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے۔

۹۰۔ کھانا وہیں تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں فقط تجدید وضو وغیرہ کے لئے حجرہ انور میں تشریف لے جاتے لیکن کھانا وہاں تناول نہ فرماتے بلکہ مسجد میں ہی مقام اعتکاف میں تناول فرماتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط حاجت انسانی کے لئے گھر تشریف لاتے اس کے تحت شیخ عطیہ محمد سالم لکھتے ہیں۔

اما طعامه وشرابه فكان يؤتى به اليه فى معتكفه۔

آپ کے لئے کھانا مقام اعتکاف میں ہی لایا جاتا تھا۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۲)

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت طبعی اور تجدید وضو وغیرہ کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔

اما طعامه وشرابه فكان يأتيه الى معتكفه فى المسجد

لیکن کھانا مسجد میں ہی آپ کے محل اعتکاف میں لایا جاتا تھا۔

(ھکذا اصام رسول اللہ، ۷۴)

۹۱۔ شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لیلة القدر خیر من الف شھر۔ (القدر)

شب قدر، ہزار ماہ سے افضل ہے۔

یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ بڑھ کر ثواب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی فضیلت اور قدر و منزلت بیان فرمایا کرتے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

جس نے حالت ایمان اور اپنا احتساب کرتے ہوئے شب قدر میں قیام کیا اور اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(البخاری، فضل لیلة القدر)

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قامھا ابتغاءھا ثم وقعت لہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر۔

جس نے اس کی تلاش کے لئے قیام کیا پھر اسے نصیب ہو گئی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

(مسند احمد، ۵ : ۳۱۸)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔

من حرم خیرھا فقد حرم۔

(النسائی، فضل شھر رمضان)

جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ محروم کر دیا گیا۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول خطبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ کلمات ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل و بہتر ہے۔

فیہ لیلۃ خیر من الف شہر — اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر رمضان المبارک سایہ فگن ہو رہا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔

من احرمہا فقد حرم الخیر کلہ ولا یحرمہا الا محروم۔ — جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم کر دیا گیا اور اس سے سوائے محروم کے کوئی محروم نہیں رہتا۔

(اتحاف اہل الاسلام ۲۱۹۰)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ ینظر لیلۃ القدر الی المؤمنین من امۃ محمد فیعفو عنھم و یرحمھم الا اربعًا۔ — شب قدر میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اہل ایمان پر نظر رحمت فرما کر انہیں معاف فرماتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے مگر ان چار آدمیوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا۔

شرابی، والدین کا نافرمان، کاہن اور صلہ رحمی قطع کرنے والا۔

(اتحاف ۲۳۳)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں حضرت جبرئیل، جماعت ملائکہ کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اور ہر ذکر

الہی کرنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں خواہ وہ حالت قیام میں ہو یا حالت قعود میں ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی)

۹۴- شب قدر کی علامات بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی علامات بھی بیان فرماتے۔

۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شب قدر' رمضان کی تئیس رات ہے' حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس پر کیا دلیل ہے تو فرمایا۔

بالعلامة التی اخبرنا بها رسول الله صلی الله علیه وسلم انها تطلع یومئذ لا شعاع لها کانها طست ۔

اس علامت کی بنا پر جس کی اطلاع ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس دن اس کا سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے گویا وہ طشت کی طرح ہوتا ہے۔

(المسلم، باب فضل لیلة القدر)

مسند احمد کے الفاظ ہیں۔

وایة ذلك ان الشمس یصبح الغد من تلك اللیلة ترقرق لیس لها شعاع ۔

اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کا سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین شب قدر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایکم یذکر حین طلع القمر

تم میں سے کس کو یاد ہے اس رات چاند

وھو مثل شق جفنة۔ پیالہ کی مانند طلوع ہوا تھا۔

(المسلم، کتاب الصیام)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کی علامت یہ ہے

صافیة بلجة کان فیھا قمرًا ساطعًا لا برد فیھا ولاحر ولا یحل مکوکب ان یری بہ فیھا حتی تصبح۔

وہ نہایت ہی صاف روشن ہوتی ہے اس میں چاند چمکدار، نہ اس میں ٹھنڈک اور نہ گرمی اور اس میں صبح تک ستارے نہیں مارے جاتے۔

(الفتح الربانی، ۱۰ : ۲۶۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شب قدر سے آگاہ کیا گیا پھر اسے بھلا دیا گیا یہ آخری عشرہ میں ہے۔

وھی لیلة طلقة بلجة لاحارة ولا باردة کان فیھا قمرا یفضع کواکبھا لا یخرج شیطانھا حتی یخرج فجرھا (صحیح ابن خزیمہ ۳ : ۳۳)

یہ رات صاف شفاف ہوتی ہے نہ اس میں گرمی اور نہ ٹھنڈک ہوتی ہے اس میں چاند ہونے کے باوجود ستارے واضح ہوتے ہیں اس دن طلوع آفتاب بغیر شیطان کے ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کے بارے میں فرمایا۔

لیلة سمحة طلقة لاحارة ولا باردة تصبح شمسھا صبیحتھا ضعیفة حمراء

رات نہایت معتدل اور صاف ہوتی ہے نہ گرم اور نہ ٹھنڈی، اس دن کا سورج سرخی مائل طلوع ہوتا ہے۔

(مسند طیالسی ۳۴۹)

حضرت ابو عقرب اسدی کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ اپنے گھر کی چھت پر تھے ہم نے یہ کہتے ہوئے سنا۔

صدق اللہ ورسولہ — اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن آپ کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کی کیا حکمت تھی؟

فرمانے لگے: شب قدر "سبع اواخر" کے نصف میں آتی ہے۔

وذلك ان الشمس تطلع يومئذ بيضاء لا شعاع لها فنظرتها فوجدتها كما حدثت فكبرت۔

اس دن سورج سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں میں نے اسے آج دیکھا تو اسے اس طرح پایا تو میں نے اللہ کی بڑھائی بیان کی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۳)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی رات کے بارے میں فرمایا۔

ليلة بلجة لا حارة ولا باردة ولا سحاب فيها ولا مطر ولا ريح ولا يرمى فيها بنجم ۔

وہ رات روشن ہوتی ہے نہ گرم نہ ٹھنڈی نہ اس میں بادل ہوتے ہیں نہ ہوا اور نہ اس میں ستارے ٹوٹتے ہیں۔

اور اس کے دن کے بارے میں فرمایا۔

تطلع الشمس لا شعاع لها ۔ — سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۲: ۵۹)

۹۳۔ شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے

امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رافت کا یہ عالم کہ آپ نے شب قدر پانے کا طریقہ بھی بیان فرما دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخیرۃ فی جماعۃ فی رمضان فقد ادرک لیلۃ القدر۔

جس نے تمام رمضان میں نماز عشاء باجماعت ادا کی اس نے شب قدر پالی۔

(صحیح ابن خزیمہ، ۳ : ۳۳۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی المغرب والعشاء فی جماعۃ فقد اخذ من لیلۃ القدر بنصیب وافر۔

جس نے شب قدر میں عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اس نے شب قدر سے خوب حصہ پالیا۔

(الکامل، ۴ : ۸۲)

امام ابوالشیخ اصبہانی نے سند ضعیف سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخرۃ جماعۃ فی رمضان فقد ادرک لیلۃ القدر۔

جس نے تمام رمضان میں عشاء با جماعت ادا کی اس نے شب قدر کو پالیا۔

(غایۃ الاحسان، ۵۸)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رمضان المبارک پایا' دن کو روزہ رکھا رات کو قیام کیا' اپنی نگاہ شرمگاہ' زبان اور ہاتھ کی حفاظت کی' باجماعت نماز ادا کی' جمعہ میں جلدی حاضر رہا۔

استکمل الاجر وادرک لیلۃ القدر وفاز بجائزۃ الرب۔

اس نے اجر کامل طور پر پا لیا' شب قدر اور رب اکرم سے انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

(غایۃ الاحسان، ۵۸)

۹۴۔ تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے

اپنے صحابہ کو لیلۃ القدر کی جستجو و تلاش اور اس کے حصول کی تلقین فرمایا کرتے۔

۱۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان۔

رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر پانے کی کوشش کرو۔

(البخاری، ۲۰۱۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

التمسوھا فی العشر الاواخر من رمضان۔

شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

(البخاری، ۲۰۲۱)

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من کان متحریها فلیتحرها فی السبع الاواخر۔

جو شب قدر تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(البخاری، ۲۰۱۵)

۹۵- لیلۃ القدر کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر میں تمام رات قیام فرماتے خوب عبادت و دعا کا اہتمام فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه۔ (بخاری ومسلم)

جس نے حالت ایمان اور رضا الٰہی کے لئے شب قدر میں عبادت کی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر دس راتیں (آخری عشرہ) قیام فرماتے، پیچھے گزر چکا ہے کہ اپنی مبارک کمر کس کر باندھ لیتے اور شب و روز عبادت الٰہی میں محنت و حد و جہد فرماتے حتی کہ وصال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ جو وقت کھانے پینے کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ عبادت الٰہی میں گزرے۔

اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کان یوقظ اهله فی العشر الاخیر من رمضان۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو بیدار فرماتے۔

(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

۹۶۔ دعا کی تعلیم دیتے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ

ارایٔت ان وافقت لیلۃ القدر ما اقول فیھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں اگر میں لیلتہ القدر پا لوں تو اس میں کیا پڑھوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو اور مانگو۔

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے معافی دینے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔

(الترمذی، کتاب الدعوات)

دعا کی تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عفو: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے اس کا معنی ہے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرما دینے والا۔

تحب العفو: معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے ایک دوسرے کو معاف فرما دیں' جو بندہ چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھے یعنی دوسروں کو معاف کرکے یہ عرض کرے۔ اے اللہ میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے۔

لایرحم لایرحم — جو کسی پر رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

تم مہربانی کرو اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا فرش بریں پر

اور اگر بندہ ناتواں و محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو عذاب کی بنسبت معافی دینا محبوب ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے۔

اعوذ برضاك من سخطك وعفوك من عقوبتك۔ — میں تیری ناراضگی سے تیری رضا میں پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے، تیرے عفوودرگزر میں پناہ چاہتا ہوں۔

(المسلم، باب مایقال فی الرکوع)

اس دعا کی جامعیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بتائی ہوئی دعا اس قدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شے اس سے باہر و خارج نہیں واقعہ "جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مژدہ مل جائے اس کے دونوں جہاں سنور گئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے۔

اللھم انی اسئالك العافیة — اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں۔

(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لاتتمنوالقاء العدو واسألوا — دشمن سے مٹھ بھیڑ کی تمنا مت کرو، اللہ

اللہ العافیۃ | تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہا کرو۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی۔

اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی جسدی اللھم عافنی فی بصری۔ | اے اللہ مجھے میرے بدن میں عافیت عطا فرما میرے جسم میں اور میری آنکھوں میں عافیت عطا فرما۔

(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ کیا اور رو دیئے حتی کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا۔

ان الناس لم یعطوا فی ھذہ الدنیا شیئًا افضل من العفو والعافیۃ فسلوھما اللہ عزوجل۔ | لوگوں کو اس دنیا میں معافی اور عافیت سے بڑھ کر کوئی شے نہیں دی گئی لہٰذا تم اللہ عزوجل سے انہی کو مانگا کرو۔

(مسند حمیدی، ۱-۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا کرتے۔

لان اعافی فاشکر احب الی من ان ابتلی فاصبر۔ | مجھے عافیت ملے اور اس پر میں شکر ادا کروں میرے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں اور صبر کروں۔

(فتح الباری، ۶ : ۱۵۶)

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمتہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لیس بعارف من لم یکن غایۃ | وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں سکتا جس کی

املہ من اللہ سبحانہ وتعالیٰ العفو۔ — اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ سے آخری اور انتہائی امید معافی کی نہ ہو۔

(لطائف المعارف، ۳۷۱)

حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ دعا کیا کرتے۔

اللھم ارض عنا فان لم ترض عنا فاعف عنا۔ — اے اللہ ہم سے راضی ہو جا اگر راضی نہیں ہوتا تو ہمیں معاف فرما دے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۳۳)

حضرت صلہ بن الہیثم ساری رات عبادت الٰہی میں بسر کرتے اور سحری کے وقت یہ دعا کرتے۔

اللھم انی اسألك ان تجیرنی من النار ومثلی یجتریٔ ان یسألك الجنۃ۔ — اے اللہ میں آپ سے دوزخ سے نجات کی دعا کرتا ہوں اور مجھ جیسا آپ سے جنت کا سوال کرنے کی کیسے جرات کر سکتا ہے؟

(لطائف المعارف، ۳۸۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

کانوا قلیلاً من اللیل مایھجعون وبالاسحارھم یستغفرون۔ — وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں (عبادت میں مشغول رہتے ہیں) اور بوقت سحری اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے معافی کا خواستگار بنے۔

ان کنت لا اصلح للقرب

فشانکم عفو عن الذنب

(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس کی شان کریمی ہے)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلحا اپنے رب اکرم کے حضور یوں دعا کرتے۔

اللھم ان ذنوبی قد عظمت فجلت عن الصفة وانھا صغیرة فی جنب عفوک فاعف عنی۔

اے اللہ میرے جرائم بلاشبہ اتنے بڑے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں مگر تیرے عفو و درگزر کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت نہیں لہذا مجھے معاف فرما دے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

جرمی عظیم وعفوک کبیر فاجمع بین جرمی وعفوک یا کریم۔

میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر ہے اے کریم میرے جرم اور اپنے عفو دونوں کو اکٹھا فرما کر فیصلہ فرما دے۔

(لطائف المعارف، ۳۷۰)

قاضی علیہ محمد سالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وھذا الدعاء فی ایجازہ جامع کل الخیر باعجازہ لان من رزق عوض فی بدنه ونفسه

یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود تمام بھلائیوں کو معجزۃً شامل ہے کیونکہ جسے بدن و نفس میں حساب اور عقاب سے عافیت نصیب ہو گی وہ

ومن الحساب والعقاب — سعادت دارین سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔
فیفوز بسعادة الدارین ۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۶)

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے

چونکہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر ترجیح دینی چاہئے لہذا بارگاہ الٰہی کی طرف امیدوار بن کر دل کو متوجہ کرکے نہایت ہی اخلاص اور آہ و زاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے، بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے کہ دعا اس رات نفلی عبادت سے بھی افضل ہے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الدعاء فی تلک اللیلة احب الی من الصلوٰة ۔ — میرے نزدیک اس رات میں دعا کرنا نفلی نماز سے افضل ہے۔

(لطائف المعارف، ۳۶۷)

اگرچہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دعا کے ساتھ قیام کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہو گا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو مثلاً" کثرت دعا اس نماز سے افضل ہو گی جو دعا سے خالی ہو گی۔
شیخ ابن رجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فیجمع بین الصلاة والقرأة والدعاء والتفکر وھذا افضل الاعمال واکملھا فی لیالی العشر وغیرھا۔ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز، تلاوت قرآن، دعا اور تفکر سب کو بجا لاتے اور آخری عشرہ رمضان ...... اور دیگر اوقات میں یہی اعمال افضل و اکمل ہیں۔

لطائف، ۳۶۸

معافی کی تعلیم میں حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس و مبارک موقعہ پر بندوں کو اپنے رب اکرم سے معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بندوں نے رمضان المبارک میں، اس کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر میں خوب عبادت میں محنت و جدوجہد کی ہوتی ہے کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے انہیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت و فضل پر نظر رکھ کر معافی کا خواستگار ہونا چاہئے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایان شان عمل بجا لاسکے اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ان کا کماحقہ شکریہ بجا لائے۔

شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انما امر بسؤال العفو فی لیلۃ القدر بعد الاجتھاد فی الاعمال فیھا وفی لیالی العشر لان العارفین یجتھدون فی الاعمال ثم لایرون لانفسھم عملاً صالحاً ولا حالاً ولا مقالاً فیرجعون الی سوال العفو کحال المذنب المقصر۔

(لطائف المعارف، ۳۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر اور آخری عشرہ میں عبادت و ریاضت میں محنت و جدوجہد کے بعد عفو و درگزر کا سوال کرنے کا حکم و تعلیم اس لئے دی کہ اہل معرفت اعمال میں محنت کے باوجود اپنے کسی عمل، حال اور مقال پر نظر نہیں رکھتے بلکہ کوتاہی کرنے والے گناہ گار کی طرح وہ اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں۔

انما امر صلی اللہ علیہ وسلم بسؤال العفو فی لیلۃ القدر بعد الاجتھاد فی الاعمال فیھا و فی لیال العشر ایثاراً للمقام الاعظم الاکمل والعمل الاسنی الارفع وھو بذل الوسع فی العمل مع عدم رؤیتہ والاعتداد بہ والتعویل علیہ لشھودہ لتقصیر وعدم وفائہ لما یجب لتلک الاعمال و ینبغی لھا من الکمالات والاعتبارات فمن تأمل ذلک انہ لیس لنفسہ عمل ولا قال ولا حال فیرجع الی سوال العفو کحال المذنب المقصر۔ (اتحاف اہل الاسلام، ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر اور رمضان کی آخری راتوں میں ریاضت و مجاہدہ کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم کے ذریعے بڑے کامل مقام اور ارفع و بلند عمل کی طرف متوجہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال میں پوری محنت کرنے کے باوجود ان پر نظر، اعتماد، بھروسہ اور گھمنڈ نہ کیا جائے کیونکہ ان کا کیا مقام ہے اور جو شکر لازم ہے اس کی ادائیگی ان کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ ان سے اعلی اور کامل عمل ہونا چاہئے جو ان میں غور کرے گا وہ جان لے گا میرا نہ کوئی عمل ہے نہ حال و قال لہذا وہ گناہ گار بندے کی طرح معافی مانگنے والا بن جائے گا۔

۴۷۔ مسجد میں قیام کا معمول

شب قدر کی تلاش کے لئے گھر میں بھی قیام کیا جا سکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے کہ اس کے لئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی ملتا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا حتی کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا۔ تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ' چوبیس کو قیام فرمایا پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا' ہم نے عرض کی یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے' چھبیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا' ستائیس کو قیام فرمایا۔

بعث الی اهله واجتمع الناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح

اور اپنے گھر والوں کو جمع کر کے اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خوف لاحق ہوا۔

(ابوداؤد ۱۳۷۵)

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ نسائی میں یہ اضافہ ہے

انه قام لیلة السابع والعشرین کلها حتی تسحروا وصلوا الفجر

ستائیس رات کو تمام رات قیام فرمایا (حتی کہ سحری کا وقت ہوا) سحری کی اور نماز فجر ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا وراءکم

میں محسوس کرتا ہوں جس کی تمہیں تلاش ہے وہ بعد میں آنے والی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور فرمایا۔ تمہارا مطلوب بعد میں ہے۔

ثم قمنا معه ليلة سبع و عشرين حتى اصبح وسكت۔

پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے ساتھ صبح تک قیام کیا اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

وبهذا الحديث نستدل على ان احياء الليلة يكون فى المسجد ويكون باجتماع الناس فيها صغيرهم وكبيرهم ممن يستطيع ذلك۔

اس حدیث سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ شب قدر میں قیام مسجد میں ہونا چاہئے اس میں لوگ جمع ہونے چاہیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔

(ليلة القدر، ۱۰۴)

۹۸۔ غسل کا معمول

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ خصوصاً شب قدر میں مغرب کے بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک اور حضرت زربن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں فرمایا کرتے شب قدر ستائیس رات ہے۔

فاذا كان تلك الليلة فليغسل احدكم ويفطر على لبن و ليؤخر فطره الى السحر۔

جب یہ رات آئے تو غسل کرو اور دودھ سے افطار کرو اور افطار کے کھانے کو سحری تک موخر کر دو۔

(مصنف عبدالرزاق ۴، ۲۵۳)

فقط دودھ پر افطار اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔
حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے۔

یغتسل کل لیلۃ فی العشر الاواخر فی رمضان۔

وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہر رات غسل کیا کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۴.

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں۔

کانوا یستحبون ان یغتسلوا کل لیلۃ من لیال العشر الاواخر فی رمضان۔

وہ آخری عشرہ رمضان میں ہر رات غسل کیا کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۴)

خوشبو اور بہتر لباس

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقعہ پر خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے اور حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے

حلۃ اشتراھا بالف درھم وکان یلبسھا فی اللیلۃ التی ترجی فیھا لیلۃ القدر۔

ہزار درہم کا حلہ خرید رکھا تھا اسے اس رات زیب تن فرماتے جس میں شب قدر کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب چوبیس رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو لگاتے۔

ولبس حلۃ وازاراً ورداءً فاذا

خوبصورت حلہ، تہہ بند اور چادر پہنتے اور صبح

اصبع طواهما فلم یلبسهما الی مثلهما من قابل۔

کے وقت ان کو طے لگا کر رکھ دیتے پھر اس طرح کے کپڑے آئندہ سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السختیانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تیئسویں رات کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے، خوشبو لگاتے۔

ویلبس ثوبین جدیدین و یستجمر۔

اور دونوں کپڑے نئے پہنتے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۰)

شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فتبین بهذا انه یستحب فی اللیالی التی ترجی فیها لیلة القدر التنظف والتزین والتطیب بالغسل والطیب واللباس الحسن کما یشرع فی الجمع و الاعیاد وکذلك یشرع اخذ الزینة بالثیاب فی سائر الصلوات کما قال تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن راتوں میں شب قدر کی امید ہو ان میں نظافت، زینت، خوشبو، غسل اور خوبصورت لباس مستحب ہے جیسا کہ جمعہ اور عیدین میں اسی طرح بقیہ نمازوں میں لباس اچھا ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

(لطائف المعارف، ۳۴۷)

۹۹- قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا

شب قدر کے موقعہ پر تمام گھر والوں حتی کہ باشعور بچوں کو بیدار کرنا مستحب ہے جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اور خصوصاً" شب قدر میں تمام اہل کو بیدار فرماتے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یوقظ اھلہ فی العشر الاواخر من رمضان۔ — رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اپنے تمام گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴ : ۲۵۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

بعث الی اھلہ واجتمع الناس — اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔

(ابوداؤد، ۱۳۷۵)

امام اسود، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

کانت توقظنا لیلۃ ثلاث و عشرین۔ — آپ تیئسویں رات میں ہمیں بیدار رکھا کرتیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳ : ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

یرش الماء علی اھلہ لیلۃ ثلاث وعشرین۔ — آپ تیئسویں رات اپنے گھر والوں پر بیدار کرنے لئے پانی چھڑکتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳ : ۷۷)

لیلتہ القدر تا قیامت باقی ہے

اس پر اجماع ہے کہ لیلتہ القدر تاقیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعین اٹھا لی گئی ہے نسائی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایئے فرمایا وہ رمضان میں آتی ہے میں نے عرض کیا' کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فاذا قبضوا رفعت ام ھی الی یوم القیامۃ؟ — جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ اسے بھی اٹھا لیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بل ھی الی یوم القیامۃ — بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے۔

(النسائی)

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن یحنس سے نقل کرتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں۔

ان لیلۃ القدر رفعت — شب قدر اٹھا لی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

کذب من قال ذلك — ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا ہے۔

(فتح الباری ۴-۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زربن حبیش رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرما لیا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایتہ الاحسان' ۴۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں رقم طراز ہیں:

اجمع من یعتد بہ من العلماء المتقدمین والمتاخرین علی ان لیلۃ القدر باقیۃ دائمۃ الی یوم القیامۃ للاحادیث الصریحۃ ای الصحیحۃ فی الامر بطلبھا

تمام قابلِ اعتماد علماء متقدمین ومتاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر تاقیامت باقی ہے۔ کیونکہ اس کی تلاش پر احادیث صریح صحیحہ وارد ہیں۔

(المجموع للامام النووی ۶، ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد

کچھ روافض نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

فتلاحی فلان وفلان فرفعت

(مؤطا مالک، ۱: ۳۲۰)

فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو اسے اٹھا لیا گیا۔

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اٹھا لی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وعسی ان یکون خیرا لکم فالتمسوھا فی التاسعۃ والسابعۃ والخامسۃ ۔ (البخاری، فضل لیلۃ القدر)

یہ مخفی ہونا تمہارے لئے بہتر ہے تم اسے نو سات اور پانچ رات میں تلاش کرو۔

تو "رفعت" کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کی تعیین کا اٹھایا جانا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

المراد انہ انسی علم تعیینھا فی تلک السنۃ۔ — مراد یہ ہے کہ اس سال اس کی تعین کا علم اٹھا لیا گیا۔

(فتح الباری ۴ : ۲۰۸)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اذا تقرر ان الذی ارتفع علم تعینھا تلک السنۃ۔ — یہ بات ثابت ہے کہ اس سال اس کی تعین کا علم اٹھا لیا گیا تھا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۷)

۱۰۰۔ شب قدر اور علم نبویؐ

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتیں ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعین کا علم عطا فرمایا تھا اور فقط ایک سال اس کی تعین کا علم اٹھا لیا تھا۔

۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کردیں تو میں آگاہ کردوں

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس رات کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔

تبتغی فیھا لیلۃ القدر — جس میں شب قدر تلاش کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولا ان تترک الناس الصلاۃ — اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں نماز ترک

الا تلك الليلة لاخبرتك — نہ کریں تو میں تجھے اس کے بارے میں آگاہ کر دیتا۔

امام ھیثمی اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اسنادہ حسن — اس روایت کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔
(غایۃ الاحسان: ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں کو اس کی حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲۔ اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے منی میں جمرہ وسطی کے پاس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے۔

ماکان احد باسأل عنھا منی — جس قدر شب قدر کے بارے میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اس قدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایئے وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بل ھی فی رمضان — یہ رمضان میں ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سنا ہے یہ انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھا لیا جاتا ہے یا یہ قیامت تک باقی رہتی ہے۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بل هی الی یوم القیامة — یہ قیامت تک باقی ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ اخیر میں تلاش کرو' اس کے بعد کچھ دیر اور باتیں ہوتی رہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔

فی ای العشرین ؟ — ان دونوں عشروں میں سے کس میں ہوتی ہے۔

فرمایا اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

لاتسألنی عن شئ بعدها — اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرما دیجئے آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس قدر کبھی خفا نہیں ہوئے اور فرمایا۔

ان اللہ لوشاء لاطلعکم علیها التمسوها فی السبع الاواخر۔ — اگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا تو تمہیں اس سے آگاہ فرما دیتا تم سات آخری راتوں میں تلاش کرو۔

امام حاکم نے اسے روایت کرکے فرمایا یہ شرائط مسلم پر صحیح روایت ہے' امام ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔ (المستدرک' ۱۔ ۴۳۷)

امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں۔

ان اللہ لواذن لی لاخبرتکم بها فالتمسوها فی العشر الاواخر فی احدی السبعین ولاتسألنی عنها بعد مرتک هذه۔ — اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس کے بتانے کی اجازت دی ہوتی تو میں ضرور اس کے بارے میں آگاہ کر دیتا تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو اس کے بعد مجھ سے سوال نہ کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا۔

اقسمت علیک یارسول اللہ لتخبرنی ای السبعین ھی ؟ — یا رسول اللہ آپ کو قسم مجھے بتائیں وہ کونسی ساتویں میں ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔

لا ام لک ھی تکون فی السبع الاواخر — تیری ماں نہ ہو یہ آخری ساتواں میں ہے۔

(موارد الظمان ، ۹۲۶)

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں۔

الم انھل عنھا لو اذن لی نبأتک بھا۔ — کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا اگر میرے لئے رب کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں تجھے اس کے بارے میں ضرور آگاہ کر دیتا۔

(کشف الاستار ، ۱۰۳۵)

یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس کا علم ہے لیکن آگے بتانے سے منع فرما رکھا ہے۔

۳۔ صحابی کا اس قدر سوال کرنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں اس قدر سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگاہ ہیں ورنہ اتنی دفعہ عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ میں کافی دور ایک دیہات میں رہتا ہوں بحمد اللہ وہاں نماز ادا کرتا ہوں۔

فمرنی بلیلة انزلها الی هذا المسجد ۔ مجھے آپ حکم دیں میں کون سی رات مسجد نبوی میں آپ کی خدمت میں آکر بسر کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلة ثلاث عشرین رمضان کی تیئسویں رات آیا

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رمضان کو مسجد نبوی میں آکر شب بیدار کرتے۔ لوگوں نے ان کے صاحبزادے سے پوچھا بتاؤ آپ کے والد گرامی اس رات کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا یخرج الا لحاجة حتی صلی الصبح فاذا صلی الصبح وجد دابته علی باب المسجد فجلس علیها ولحق ببادیته ۔ اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے، فجر کی نماز ادا کر کے اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے جاتے۔

(ابوداؤد، ۱: ۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی رقمطراز ہیں۔

فهذا یشعر ضمناً بان الرسول صلی الله علیه وسلم قد دله علی افضل لیالی العشر الاخیر من رمضان وهی لیلة یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب قدر ہی ہے۔

القدر۔

(الصیام و رمضان ۱۹۲)

حافظ ابن عبدالبراس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اماحدیث عبداللہ بن انیس الجھنی فھو مشھور۔	حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور کے درجہ پر فائز ہے۔

(التمہید، ۲ : ۲۰۵)

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا بنو سلم کے لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا انہوں نے کہا کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلتہ القدر کے بارے میں پوچھے میں نے کہا یہ کام میں کروں گا یہ اکیس رمضان کی بات ہے میں نے اس دن مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی اور آپ کے حجرہ انور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا جب فارغ ہوئے تو فرمایا میرے نعل لاؤ میں نے پیش کئے میں بھی آپ کے ساتھ چلا' راستہ میں فرمایا۔

کان لک حاجۃ	تمہیں کوئی کام تھا؟

میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔

ارسلنی الیک رھط من بنی سلمۃ یسألونک عن لیلۃ القدر	مجھے آپ کی خدمت میں بنو سلمہ کے لوگوں نے بھیجا ہے تاکہ شب قدر کے بارے میں معلوم کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج کونسی رات ہے میں نے عرض کیا آج رمضان کی بائیسویں رات ہے فرمایا۔

ھی اللیلۃ ثم رجع فقال و	فرمایا یہی رات پھر فرمایا آئندہ رات یعنی

القابلة یرید لیلة ثلث وعشرین۔ رمضان کی تیئسویں رات ہے۔

(ابوداؤد ۱: ۱۹۶)

جہنی کی رات

چونکہ اس صحابی کا تعلق جہنی قبیلہ سے تھا لہٰذا یہ رات اہل مدینہ کے ہاں لیلۃ الجہنی (جہنی کی رات) کے نام سے مشہور ہوئی۔

امام ابن عبدالبر رمضان کی تیئسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

هذه اللیلة تعرف بلیلة الجهنی بالمدینة۔ مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجہنی کے نام سے معروف ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام ۲۲۵)

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو بیاضہ میں سے ایک صحابی تھے جنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دور دیہات میں رہتا ہوں مجھے شب قدر کے بارے میں فرمایئے تاکہ میں بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جایا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلة ثلاث وعشرین۔ تم تیئسویں رمضان کو آجایا کرو۔

(مسند اسحاق بن راہویہ)

اگر تعین کا علم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیئسویں کا تعین نہ فرماتے۔

شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ رمضان کی تیئسویں رات کو شب قدر کے طور پر مناتے کرتے تھے یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے شیخ ابن رجب امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیئسویں رمضان ہے پھر لکھتے ہیں۔

وھذا قول اھل المدینة و حکاہ سفیان الثوری عن اھل مکة والمدینة۔

یہ اہل مدینہ کا قول ہے' اسے حضرت سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے بیان کیا ہے۔

(لطائف المعارف، ۳۵۸)

شب قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے استاذ حضرت ایوب السختیانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

وکان ایوب السختیانی یغتسل لیلة ثلاث وعشرین و اربع وعشرین ویلبس ثوبین جدیدین ولیستجمر ویقول لیلة ثلاث وعشرین ھی لیلة اھل المدینة والتی تلیھا لیلتنا یعنی للبصرین۔

حضرت ایوب السختیانی تیئسویں اور چوبیسویں رات کو غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے' خوشبو لگاتے اور فرماتے تیئسویں اہل مدینہ کی رات ہے اور چوبیسویں اہل بصرہ کی۔

(لطائف المعارف، ۳۴۶)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

کان حمید وایوب وثابت یحتاطون فیجمعون بین اللیلتین اعنی لیلة ثلاث و اربع (لطائف المعارف، ۳۵۹)

حضرت حمید' حضرت ایوب اور حضرت ثابت احتیاطاً تیئسویں اور چوبیسویں دونوں رات میں شب بیداری کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان قول اھل المدینۃ وحکاہ سفیان الثوری عن اھل مکۃ ایضًا انھا لیلۃ ثلاث و عشرین وعلیہ مکحول وکانت عائشۃ وابن عباس یوقظان اھلھما فیھا۔

اہل مدینہ کا قول اور بقول حضرت سفیان ثوری کے اہل مکہ کا بھی یہی قول ہے کہ شب قدر تیئسویں رات ہے امام مکحول کی یہی رائے ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس رات اپنے گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۲۵)

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمانا

مذکورہ صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمایا' مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر روزے رکھنا دشوار ہیں۔

فمرنی بلیۃ لعل اللہ تعالیٰ یوفقنی فیھا لیلۃ القدر

مجھے ایسی رات بتا دیں جس میں اللہ تعالیٰ مجھے شب قدر عطا فرما دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیك بالسابعۃ

تم ساتویں رات عبادت کرو۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ سابعہ میں دو احتمال

ہیں اس سے سابقہ تیئسویں یا آئندہ ستائیسویں بھی مراد ہو سکتی ہے تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیئسویں رات ہی ہو۔ (اتحاف ۔ ۲۲۶)

امام ہیثمی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔

ورجاله رجال الصحیح — اس روایت کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۶)

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے۔

واسناده علی شرط البخاری — اس کی سند امام بخاری کے شرائط پر ہے۔

۶۔ حضرت سفیان بن عینیہ کا قول

بخاری میں حضرت سفیان بن عینیہ کا قول منقول ہے۔

ما کان فی القرآن ما ادراک فقد اعلمه وما قال یدریک فانه لم یعلمه۔

قرآن میں جس چیز کا بیان "ما ادرک" کے ساتھ ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا کیا گیا ہے اور جس کا ذکر "یدریک" کے ساتھ ہے اس کا علم آپ کو نہیں۔

(البخاری، باب فضل لیلۃ القدر)

شیخ ابوحاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے۔

کل شئ فی القران وما ادراک فقد اخبره به وما یدریک فلم یخبره به۔

جس کا ذکر قرآن میں وماادراک سے ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا ہے اور جس کا تذکرہ یدریک سے ہے اس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۳۰)

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں۔

ومقصود ابن عيينة انه صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف تعیین لیلۃ القدر۔

امام ابن عیینہ کا مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کو معین طور پر جانتے تھے۔

(فتح الباری، ۴ : ۱۳۰)

دوسرے حصہ کا رد

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ

وما یدریک لعله یزکی

اور تمہیں کیا علم، شاید! وہ ستھرا ہو۔

نابینا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال سے واقف تھے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

وقد تعقب هذا الحصر بقوله تعالیٰ لعله یزکی فانها نزلت فی ابن ام مکتوم وقد علم صلی اللہ علیہ وسلم بحاله وانه ممن تزکی ونفعته الذکری۔

(فتح الباری ۴ : ۲۰۶)

اس حد بندی پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "وما یدرک لعله یزکی" سے اعتراض کیا گیا ہے، کہ یہ آیت مبارکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں خوب جانتے تھے کہ وہ ان لوگوں میں سے جو تزکیہ پانے والے اور نصیحت سے نفع اٹھانے والے ہیں۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں "وما یدریک" کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیا گیا محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں "وما یدریک" ہے

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔

۷- محدثین کی تائید

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟

امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے۔

لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها فی تلك السنة فهل اعلم النبی صلی اللہ علیه وسلم بعد ذلك بتعینها

جب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا ہے تو کیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معین طور پر علم رکھتے ہیں۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن عیینہ کے حوالے سے کہا۔

انه اعلم بعد ذلك بتعینها

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۳۸)

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۷)

اس سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعیین کا علم تھا۔

اور قریب کے عظیم محدث شیخ عبداللہ الصدیق الغماری اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں۔

قلت والصحیح انه صلی اللہ علیه وسلم کان یعلمها۔

صحیح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

(غایۃ الاحسان، ۵۳)

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا' اس کا انکار ہرگز مناسب نہیں۔

اشکال کا جواب

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واہب المغافری سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔

هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم ليلة القدر؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے بارے میں جانتے تھے۔

انہوں نے فرمایا۔

لا لو علمها لما اقام الناس غيرها۔

نہیں اگر جانتے ہوتے تو لوگوں سے دیگر راتوں میں قیام نہ کرواتے۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لاحتمال ان يكون التعبد وقع بذلك ايضاً فيحصل الاجتهاد فى جميع العشر۔

یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الہی میں محنت و جدوجہد رہے۔

(فتح الباری ۴، ۲۱۷)

ارشاد نبوی سے تائید

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے

جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے لیلتہ القدر کے بارے میں آگاہ فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولا ان تترك الناس الصلاة الاتلك الليلة لاخبرتك۔

اگر لوگ اس رات کے علاوہ میں عبادات ترک نہ کر دیں تو میں شب قدر پر مطلع کر دوں۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)

یعنی مخفی رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

۱۰۱۔ رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رمضان المبارک کی پہلی رات کی فضیلت بیان فرماتے اس طرح اس کی آخری رات کی عظمت و عزت کو بھی اجاگر فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات افطار کے وقت لاکھوں افراد کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اس کی ہر گھڑی میں اس قدر افراد کو آزاد کیا جاتا ہے۔

فاذا كان اخرليلة من شهر رمضان اعتق الله فى ذلك اليوم بعدد ما اعتق من اول الشهر الى اخره۔

جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن میں اتنی مقدار لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جس قدر تمام مہینہ میں اس نے آزاد فرمائے۔

(لطائف المعارف، ۳۸۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کے حوالے سے میری امت کو پانچ ایسی چیزیں عطا ہوتیں ہیں جو کسی بھی امت

کو حاصل نہیں ہوئیں۔

۱۔ صائم کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔

۲۔ افطار تک روزہ دار کے لئے ملائکہ بخشش مانگتے ہیں۔

۳۔ ہر دن اس کے لئے یہ کہتے ہوئے جنت سجائی جاتی ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں آئیں گے۔

۴۔ شیاطین کو رمضان میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

۵۔ ویغفرلھوفی اخرلیلۃ فیہ — امت کو اس کی آخری رات میں معاف کر دیا جاتا ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ

اھی لیلۃ القدر؟ — کیا یہ لیلتہ القدر ہے؟

۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاولکن العامل انما یوفر اجرہ اذاقضی عملہ (مسند احمد، ۲:۲۵۲) — نہیں مزدور جب اپنا عمل مکمل کر لیتا ہے تو اسے پورا اجر دے دیا جاتا ہے۔

بعض اوقات آخری رات رمضان المبارک کی انتیس ہوتی ہے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یعتق اللہ فیھا مثل جمیع من اعتق فی کل الشھر۔ — اللہ تعالیٰ اس میں اتنی مقدار دوزخی آزاد فرماتا ہے جتنی مقدار تمام مہینہ میں فرماتا ہے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول عشرہ کو رحمت، درمیانے کو مغفرت اور آخری کو دوزخ سے آزادی بھی قرار دیا۔

وداع رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول

اسلاف کے بارے میں منقول ہے وہ رمضان المبارک کے حصول کے لئے چھ ماہ دعا کرتے اور اس کے گزرنے پر چھ ماہ قبولیت کی دعا کرتے رہتے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب رمضان المبارک کی آخری رات آتی تو اعلان کرواتے۔

من هذا المقبول فنهنيه ومن هذا المحروم فنعزيه ۔

جس کی عبادات قبول ہو گئیں ہم انہیں مبارک باد دیتے ہیں اور جو محروم رہا اس سے تعزیت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کے علاوہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

ايها المقبول هينًا لك، ايها المردود جبر الله مصيبتك ۔

عبادت قبول ہونے کے لئے مبارک ہو اے رد ہوجانے والے اللہ تعالیٰ تیری پریشانی کا ازالہ کرے۔

(لطائف المعارف، ۳۷۷)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے جس نے اس عزم اور ارادہ سے رمضان کے روزے رکھے۔

انه اذا افطر بعد رمضان ان لا يعصى الله دخل الجنة بغير مسألة ولاحساب ۔

کہ وہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا تو وہ بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو گا۔

لیکن جس نے اس عزم سے روزے رکھے۔

اذا افطر بعد رمضان عصى ربه فصيامه عليه مردود ۔

رمضان کے بعد اپنے رب کی نافرمانی کروں گا اس کے روزے اس کے منہ پر مار دیئے

جاتے ہیں۔ (لطائف المعارف، ۳۸۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اختتام رمضان پر تمام شہروں میں ایک مراسلہ روانہ فرماتے جس میں لوگوں کو استغفار اور صدقہ الفطر کی تاکید کی جاتی کیونکہ صدقہ الفطر روزہ دار سے سرزد ہونے والی کوتاہیوں کا ازالہ کرتا ہے اور استغفار، روزہ میں واقع ہونے والی کمیوں کے ازالہ کا سبب ہے اور ساتھ یہ تلقین کرتے، لوگو تم بھی اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح اپنے رب کے حضور ان کلمات سے معافی مانگو۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

اے ہمارے رب ہم نے اپنی ذاتوں پر ظلم کیا اور اب اگر آپ معاف و رحم نہیں فرمائیں گے تو ہم گھاٹے والے ہیں۔

(الاعراف، ۲۳)

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تم بھی اس طرح مانگو۔

والا تغفرلی وترحمنی اکن من الخاسرین۔

اگر مجھے معاف نہ فرماتے اور مجھ پر رحم نہ فرماتے تو میں خاسر ہوں۔

(ہود، ۴۷)

اسی طرح مانگو جیسے سیدنا ابراہیم علیہ نے اللہ تعالی سے مانگا۔

والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدّین۔

میں اس سے امید رکھتا ہوں وہ روز قیامت میرے گناہ معاف فرما دے گا۔

(الشعراء ۸۲)

سیدنا موسی علیہ السلام کے کلمات سے دعا کرو۔

رَبِّ انی ظلمت نفسی فاغفرلی

اے میرے رب میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے۔

(القصص، ۱۶)

اور حضرت یونس علیہ السلام کی .... طرح دعا کرو۔

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تیری ذات پاک ہے میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

(الانبیاء، ۸۷)

واقعہ "استغفار' روزہ میں واقع ہونے والے داغوں اور سوراخوں کو جوڑنے کا کام دیتی ہے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے غیبت روزے کو پھاڑ دیتی ہے اور استغفار اسے جوڑ دیتی ہے۔

فمن استطاع منکم ان یجئ بصوم مرقع فلیستغفر۔ تم میں سے جو چاہتا ہے وہ پیوند شدہ روزہ کے ساتھ آئے وہ استغفار کثرت سے کرے۔

کیسے تھے وہ لوگ

رمضان المبارک ہی نہیں اسلاف ہر عمل کی قبولیت کے لیے نہایت ہی خوفزدہ و پریشان ہوتے یہی وجہ ہے رمضان المبارک کی قبولیت کے لئے چھ چھ ماہ دعا کرتے رہتے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

والذین یؤتون ما اتوا و قلوبھم وجلۃٌ انھم الیٰ ربھم راجعون۔ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں دیتے ہیں تو جو کچھ دیتے ہیں اسی طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرتے ہیں کہ انہیں خدا کی طرف پلٹنا ہے۔

(المومنون، ۵۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے آپ لوگوں سے فرمایا کرتے۔

کونوا بقبول العمل اشد اھتماما منکم بالعمل الم تسمعوا اللہ عمل میں اہتمام کرنے سے اس کی قبولیت کے لئے زیادہ اہتمام کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ

عزوجل یقول انما یتقبل اللہ من المتقین۔ کا فرمان نہیں سنا اللہ صاحب تقوی سے قبول فرماتا ہے۔

صحابی رسول حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرمایا کرتے۔

لان اکون اعلم ان اللہ قد تقبل منی مثقال حبۃ من خردل احب الی من الدنیا و ما فیہا لان اللہ یقول انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اگر مجھے علم ہو جائے اللہ تعالٰی نے میرے عمل کو دانے کی مقدار قبول فرما لیا ہے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے اللہ تعالٰی صاحب تقوی سے قبول فرماتا ہے۔

(لطائف المعارف، ۳۷۵)

حضرت مالک بن دینار تابعی کا ارشاد گرامی ہے۔

الخوف علی العمل ان لا یتقبل اشد من العمل۔ عمل کے نہ قبول ہونے کا خوف عمل سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔

شیخ عبدالعزیز بن ابی رواد بیان کرتے ہیں ہم نے اسلاف کو عمل صالح کے بارے میں یوں پایا کہ اس میں خوب محنت اور اہتمام سے کام لیتے۔

فاذا فعلوہ وقع علیھم الھم ایقبل منھم ام لا۔ اور کرنے کے بعد انہیں یہ غم لاحق ہو جاتا کیا یہ قبول بھی ہو گا یا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عید کے دن خطبہ میں فرماتے لوگو تم نے تیس دن اللہ تعالٰی کی رضا کے لئے روزے رکھے، تیس راتیں تراویح ادا کیں۔

وخرجتم الیوم تطلبون من اللہ ان یتقبل منکم۔ آج تم اللہ تعالٰی سے یہ دعا کرنے نکلے ہو کہ وہ تمہارے اعمال کو قبول فرما لے۔

حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالی نے عید کے روز کچھ لوگوں کو خوب ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا اگر ان کی عبادات کو قبول کر لیا گیا ہے۔

فما ھذا فعل الشاکرین — تو یہ شکر گزاروں کا عمل و طریقہ نہیں

اور اگر ان کی عبادات کو قبول نہیں کیا گیا۔

فما ھذا فعل الخائفین — تو یہ عمل خوف رکھنے والوں کا نہیں۔

امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے اللہ تعالی نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کے لئے زینہ بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے سبقت لے جائیں تو جنہوں نے سبقت حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ خائب و خاسر ہو گئے۔

فالعجب من الاعب الضاحك فی الیوم الذی یفوز فیه المحسنون ویخسر فیه المبطلون۔

تعجب ہے اس شخص پر جس نے لھو و لعب میں زندگی بسر کر دی اور ہنس رہا ہے' آج نیکی کرنے والے کامیاب اور جھٹلانے والے خائب و خاسر ہیں۔

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ اسلاف میں سے ایک بزرگ عید کے دن نہایت غمگین تھے ان سے کہا گیا آج تو خوشی و سرور کا دن ہے لیکن تم اس حال میں ہو فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو۔

ولکنی عبد امرنی مولای ان اعمل له عملا فلا ادری ایقبله منی ام لا۔

میں تو ایک بندہ ہوں جسے اس کے مولی و آقا نے عمل کا حکم دیا اب میں نہیں جانتا یہ قبول بھی ہے یا نہیں؟

(لطائف المعارف، ۳۷۶)

آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان انتیس کا ہوا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں جو نو رمضان پائے ان میں سے زیادہ

مرتبہ رمضان انتیس دنوں کا ہوا، کم ہی رمضان تیس کے ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لما صمنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعًا وعشرین اکثر مما صمنا معہ ثلثین۔

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس کی نسبت انتیس روزے اکثر دفعہ رکھے۔

(ابوداؤد - ۳۱۸)

۱۰۲۔ عید رات میں شب بیداری کا معمول

جس طرح رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے اس طرح عید رات کو بھی قیام فرماتے اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ عید رات بھی جائے اعتکاف میں رہتے اور وہاں ہی سے صبح عید گاہ تشریف لے جاتے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی مصلی العید من معتکفہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف سے عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۱۰۷)

اس معمول کے پیش نظر بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ معتکف کو نماز عید تک جائے اعتکاف میں ہی رہنا چاہئے حتی کہ وہ جائے اعتکاف سے عید گاہ جائے اور نماز عید ادا کر کے پھر گھر جائے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

المعتکف لا یتم اعتکافہ حتی

معتکف کا اعتکاف تب پورا ہو گا جب وہ گھر

يغدو الى المصلى قبل انصرافه الى بيته ۔ | جانے سے پہلے عید گاہ جائے گا۔

(فتح الباری ، ۲ : ۳۵۸)

امام ابراہیم نخعی تابعی، صحابہ اور تابعین کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كانوا يستحبون للمعتكف فقط ان يبيت ليلة الفطر فى مسجد حتى يكون خروجه منه ۔

معتکف کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ رات مسجد میں ہی بسر کرے حتی کہ عید گاہ کی طرف وہاں ہی سے جائے۔

(فقہ الصوم ۲، ۹۲۴)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ایک باب قائم کیا جس کا عنوان "من كان يحب ان يغدو المعتكف كما هو من مسجده الى المصلى" ہے۔

۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام ليلتى العيدين محتسبا لله لم يمت قلبه يوم تموت القلوب ۔

جس نے عیدین کی راتوں میں رضائے الہی کی خاطر قیام کیا اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جب دل مریں گے۔

(ابن ماجہ باب فيمن قام ليلتى العيدين)

۲۔ امام ابوالقاسم اصبہانی نے کتاب الترغیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احيا الليالى الخمس وجبت له الجنة ۔

جس نے یہ پانچ راتیں قیام کیا اس کے لئے جنت ثابت ہو گئی۔

تروبیہ کی رات' عرفہ کی رات' عیدالفطر کی رات' عیدالاضحی کی رات اور شب برات۔

۳۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر اور اوسط میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا لیلۃ الفطر ولیلۃ الاضحی لم تمت قلبہ یوم تموت القلوب۔

جس نے عیدالفطر اور عیدالاضحی کی رات عبادت اور قیام کیا اس کا دل مردہ نہیں ہو گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

۴۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ لیطلع فی العیدین الارض فابرزوا من المنازل فلحقکم الرحمۃ۔

اللہ تعالیٰ عیدین کے موقعہ پر زمین پر خصوصی توجہ فرماتا ہے اپنے گھروں سے (نماز کے لئے) نکلو تاکہ تمہیں رحمت حاصل ہو۔

۵۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بصرہ کے گورنر کو لکھا۔

علیك باربع لیال من السنۃ فان اللہ یفرغ فیھن الرحمۃ افراغاً۔

سال میں چار راتیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت و کرم برساتا ہے۔

رجب کی پہلی رات' نصف شعبان کی رات' عیدالفطر کی رات اور عیدالاضحی کی رات۔

۶۔ حضرت امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے ہمیں اسلاف سے یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جمعہ کی رات' عیدالفطر کی رات' عیدالاضحی کی رات' پہلی رجب کی رات اور

نصف شعبان کی رات۔ (غایۃ الاحسان - ۶۱)

عید رات میں تکبیر الٰہی

اللہ تعالیٰ ہمیں حکم فرماتا ہے جب رمضان کے روزے مکمل کر لو تو اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر بڑھائی بیان کرو۔

ارشاد فرمایا۔

ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ماھداکم۔ (البقرہ)

مدت کو مکمل کرو اور اس انعام و ہدایت پر اللہ تعالیٰ کی بڑھائی بیان کرو۔

ڈاکٹر سید بن حسین العفانی بزرگوں کا معمول بیان کرتے ہیں۔

وکان ابن المسیب وعروۃ و ابوسلمۃ و ابوبکر یکبرون لیلۃ الفطر فی المسجد یجھرون بالتکبیر۔ (فقہ الصوم وفضل رمضان ۲: ۹۱۷)

حضرت ابن مسیب، حضرت عروہ، حضرت ابو سلمہ اور حضرت ابوبکر عید رات کو مسجد میں بلند آواز سے تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

اہم نوٹ

ہم عید کا چاند دیکھتے ہی شہر اور اس کی مارکیٹوں کا رخ کرتے ہیں۔ عید کی ساری رات خریداری یا دیگر لہو ولعب میں گزار دیتے ہیں اس رات کی فضیلت سے ہم بے خبر ہیں حالانکہ اوپر گزرا عید رات ان مقدس راتوں میں سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازتا ہے، یہ مغفرت و بخشش کی رات ہے، اس میں غفلت کے بجائے اپنے رب کے حضور میں حاضری دینی چاہئے اور اپنے رب کی بڑھائی بیان کرتے رہنا چاہئے۔

انعام خداوندی کا دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے دن کو انعام الٰہی کا دن قرار دیا ہے' امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور شیخ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں حضرت سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا کہ میرے والد گرامی نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عیدالفطر کا دن آتا ہے تو ملائکہ مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں' اے مسلمانوں اپنے رب کریم کے در پر آؤ وہ تم پر بھلائی اور اجر جزیل کے ساتھ احسان فرمائے گا۔

لقد امرتم بقیام اللیل فصمتم وامرتم بصیام النھار فصمتم واطعتم ربکم فاقبضوا جبر جوائزکم۔

تمہیں قیام لیل کا حکم دیا گیا تم نے قیام کیا' تمہیں دن کو روزہ رکھنے کا حکم ملا تم نے روزے رکھے' اپنی پروردگار کی طاعت کی اب اپنی انعامی سندیں حاصل کرو۔

جب لوگ عید کی نمازادا کر لیتے ہیں آواز دینے والا یہ خوشخبری دیتا ہے۔

الا ان ربکم قد غفرلکم فارجعوا الی رحالکم فھو یوم الجائزۃ۔

سنو تمہارے پروردگار نے تمہیں معاف فرما دیا اب تم اپنے گھروں کی طرف جاؤ تو آج کا دن انعام کا ہے۔

یہ حدیث اگرچہ سندا" ضعیف ہے مگر بیہقی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ (غایۃ الاحسان - ۶۴)

اور وہ یہ ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیدالفطر کے دن فرشتے زمین پر آکر راستوں میں کھڑے ہو کر یہ آواز دیتے ہیں جسے جن و انس کے علاوہ تمام مخلوق خدا سنتی ہے۔

وہ کہتے ہیں اے امت محمدیہ :-

اخرجوا الی رب کریم یعطی

اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہ

الجزيل ويغفر الذنب العظيم — تمہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور تمہارے بڑے گناہ معاف فرما دے۔

جب لوگ عید گاہ میں حاضر و جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی ملائکہ سے فرماتا ہے' اے میرے ملائکہ

ماجزاً الاجیر اذا عمل عملہ؟ — مزدور جب عمل کرے تو اس کا کیا اجر ہے؟

وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود اور آقا اس کو پورا اور کامل اجر دیا جانا چاہئے' اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

انی اشھدکم انی قد جعلت ثوابھم من صیامھم وقیامھم رضائی ومغفرتی انصرفوا مغفورلکم۔ — میں خوشخبری دیتا ہوں میں ان روزوں کا ثواب اور ان کا قیام میری رضا اور میری مغفرت و بخشش کے لئے ہے جاؤ تمہیں معاف دے دی گئی ہے۔

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو جبرئیل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ذکر الہی میں مشغول و مستغرق لوگوں کے لئے دعا رحمت کرتے ہیں خواہ وہ حالت قیام میں ہوں یا حالت قعود میں' اور جب عیدالفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالی ان ذکر کرنے والوں پر ملائکہ میں فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو ان میرے بندوں اور غلاموں نے میرا فریضہ پورا کیا ہے اور آج دعا کے لئے نکلے ہیں۔

وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنھم — مجھے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنے کرم' اپنے علو اور اپنے بلند مقام کی قسم میں ان کی دعائیں قبول فرماتا ہوں۔

اور فرماتا ہے جاؤ میں نے بخش دیا۔

وبدلت سیئاتکم حسنات — میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی)

یوم عید اور معمولات نبوی

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ — اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے حصول پر خوشی کیا کرو یہ اس تمام سے بہتر ہے جو تم جمع کر رہے ہو۔

(یونس، ۵۸)

اس موقع پر خوشی کا اظہار اللہ تعالی کو پسند ہے یہی وجہ ہے اس دن روزہ رکھنا اللہ تعالی کو ناپسند ہے اور اللہ تعالی کی معافی سے اعراض کی وجہ سے حرام ہے۔

۱۰۳۔ اچھے کپڑے پہننا

امام شافعی اور امام بغوی نے امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس برد حبرۃ فی کل عید۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید کے موقعہ پر دھاری دار یمنی کپڑے کے لباس زیب تن فرمایا کرتے۔

(الصیام ورمضان، ۳۵۷)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں۔

وکان یلبس للخروج الیھما — آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لئے اچھا

اجمل ثيابه وكان له حلة يلبسها للعيدين والجمعة و مرة كان يلبس بردين اخضرين ومرة بردا احمر ليس هو احمر بحتا كما يظنه بعض الناس فانه لو كان كذلك لم يكن بردا وانما فيه خطوط حمر كالبرود اليمنية فهي احمر باعتبار ما فيه من ذلك۔

لباس پہنتے آپ کے پاس عیدین اور جمعہ کے لئے حلہ تھا کبھی دبیز چادریں اور کبھی ایسی چادر بھی اوڑھی جس میں دھاری دار سرخ خطوط تھے بعض لوگوں نے اسے سراسر سرخ سمجھا ہے جو درست نہیں۔

(زاد المعاد، هدية في صلاة العيدين)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے

يلبس احسن ثيابه في العيدين

عیدین میں اچھے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

(فتح الباری، ۲: ۴۳۹)

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہم عید کے روز یہاں تک ہو سکے عمدہ کپڑے پہنیں۔

وان نتطيب باجود ما نجد

اور عمدہ خوشبو لگائیں۔

(المستدرک للحاکم)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اہل علم صحابہ اور تابعین

کے بارے میں سنا ہے۔

یستحبون الطیب والزینة فی کل عید۔ — وہ نماز عید کے لئے خوشبو اور زینت کو محبوب جانتے۔

۱۰۴۔ غسل فرماتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یغتسل یوم الفطر ویوم الاضحیٰ — عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر غسل فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب الاغتسال فی العیدین)

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

کان یغتسل یوم الفطر قبل ان یغدو الی المصلی۔ — عید گاہ میں جانے سے پہلے غسل کیا کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق)

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں عیدالفطر میں تین سنن ہیں۔

المشی الی المصلی والاکل قبل الخروج والاغتسال۔ — عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا، نکلنے سے پہلے کھانا اور غسل کرنا ہے۔

(ارواء الغلیل، ۲ : ۱۰۴)

۱۰۵۔ نماز عیدالفطر سے پہلے کچھ کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ کچھ تناول فرما کر نماز عیدالفطر کے لئے تشریف لے جاتے اور عیدالاضحیٰ

کے موقعہ پر نماز ادا فرمانے کے بعد تناول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لایغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات و یاکلھن وترا۔ | عیدالفطر کے لئے تشریف لے جاتے تو پہلے طاق کھجوریں تناول فرماتے۔

(البخاری باب الاکل یوم الفطر)

شیخ ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

ما خرج یوم فطر حتی یاکل تمرات ثلاثًا او خمسًا او سبعًا او اقل من ذلک او اکثر وتراً | عیدالفطر کے موقع پر، پانچ، سات یا کم و بیش کھجور تناول فرما کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(المستدرک)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لایغدو یوم الفطر حتی یاکل یوم الاضحیٰ حتی یرجع۔ | عیدالفطر کے لئے کچھ نہ کچھ تناول فرماتے اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر واپس تشریف لاکر تناول فرماتے۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

مسند احمد میں یہ اضافہ بھی ہے عیدالاضحی سے واپس تشریف لانے کے بعد۔

فیاکل من اضحیتہ | اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔

(ا) شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ لزوم روزہ کے بعد لزوم افطار کا حکم ہے۔

استحب تعجیل الفطر مبادرة | لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم (افطار) کو جلدی بجا

الی امتثال امر اللہ تعالیٰ۔	لانا مستحب ٹھہرا۔

(۲) شیخ مہلب نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے۔

ان لایظن ظان لزوم الصوم حتی یصلی العید فکانہ اراد سد ھذہ الذریعۃ۔	تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے نماز عید تک روزہ رکھنا ہے گویا آپ نے سد ذرائع کے طور پر یہ عمل فرمایا۔

(فتح الباری ۲ : ۴۴۷)

(۳) شیخ ابن منیر رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں وقت مشروع میں تناول فرمایا۔

لاخراج صدقتھا الخاصۃ بھما فاخراج صدقۃ الفطر قبل الغدا الی المصلی واخراج صدقۃ الاضحیۃ بعد ذبحھا۔	عیدین میں صدقہ کا وقت مخصوص ہے عیدالفطر میں پہلے ہے اس لئے آپ نے پہلے تناول فرمایا اور عیدالاضحی میں بعد میں ہے اس لئے وہاں بعد میں تناول فرمایا۔

(فتح الباری : ۲ : ۳۵۹)

بعض مالکی علماء کی رائے

بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف سے ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے کہیں کوئی یہ محسوس نہ کرے کہ عید تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت روزہ میں ہوتے ہیں اس لئے آپ کچھ نہ کچھ تناول فرماتے حافظ ابن حجر نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

قال بعض المالکیۃ لما کان المعتکف لایتم اعتکافہ حتی	بعض مالکی علماء فرماتے ہیں معتکف کا اعتکاف تب مکمل ہوتا ہے جب وہ گھر لوٹنے سے پہلے

يغدوالى المصلى قبل انصرافه الى بيته خشى ان يعتمد فى هذا الجزء من النهار باعتبار استصحاب الصائم مايعتمد من استصحاب۔

جائے اعتکاف سے ہی عید گاہ جائے۔ تو خوف تھا کہ کوئی پہلے کی طرح آج بھی نماز عید تک روزہ ہی محسوس نہ کرے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرما کر فرق فرما دیا۔

(فتح الباری ۲ ، ۳۵۸)

۱۰۶۔ کھلے میدان میں نماز ادا کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز عید ادا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ کھلے میدان میں نماز عیدالفطر ادا فرماتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی۔

عیدالفطر اور عیدالاضحی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں تشریف لے جاتے۔

(بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے آپ کے آگے صحابی نیزہ اٹھا کر چلتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں پہنچ جاتے تو آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا، آپ اسے سترہ بنا کر نماز پڑھاتے۔

ذلك ان المصلى كان فضاء ليس فيه شي يستتر به۔

اس لئے کہ عید گاہ کھلے میدان میں تھی اور اس میں سامنے کوئی پردہ یا دیوار نہ تھی۔

(ابنِ ماجہ)

نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً" جگہ نہیں یا بارش وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اصابھم مطر فی یوم عید فصلی بھم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاۃ العید فی المسجد

عید کے روز بارش ہو گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز عید پڑھا دی۔

(ابوداؤد، باب یصلی بالناس فی المسجد)

کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی رقمطراز ہیں۔

ان یجتمع اھل البلد او اکثرھم فی مکان واحد یکبرون اللہ ویشکرونہ ویتعارفون فیما بینھم ویتبادلون التھنئۃ بالعید رمز عبادتھم ویوم اجتماعھم وتراحھم وتعاونھم علی البر والتقوی۔

تمام اہل شہر یا اکثر ایک ہی جگہ جمع ہو کر اپنے اللہ کی بڑھائی بیان کریں' اس کا شکریہ ادا کریں اس میں متعارف ہوں' ایک دوسرے کو عید کی مبارک دیں' ان کی عبادات اور ان کے اجتماع پر' ایک دوسرے سے نیکی اور تقوی پر تعاون کا عہد کریں۔

(ھکذا صام رسول اللہ، ۲۰۶)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالی اس کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں۔

ان کل امۃ لابدلھا من عرصۃ ویجتمع فیھا اھلھا لتظھر شوکتھم

ہر قوم کے لئے کوئی میدان ہوتا ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں تاکہ ان کی شرکت و کثرت

وتعلو كثرتهم ولذلك كان النبي صلى الله عليه وسلم يخالف في الطريق ذهابا وايابا ليطلع اهل كلتا الطريقين على شوكة المسلمين ۔

کا اظہار ہو یہی وجہ ہے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم آتے جاتے راستہ تبدیل فرماتے تاکہ ہر طرف کے لوگ مسلمانوں کی شرکت سے آگاہ ہو جائیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ)

شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے اور اس میں خواتین سمیت ہر ایک کو شرکت کا حکم فرماتے اس کے بعد لکھتے ہیں۔

دلت هذه الا حاديث على ان اعظم مظاهر العيد في الاسلام صلاة العيد الجامعة للمسلمين كبارًا وصغارًا نساء ورجالًا حتى البنات الابكار والحيض وقال الرسول صلى الله عليه وسلم بشان الحيض فاما الحيض فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير و دعوة المسلمين ومن لاجلباب لها تستربه تستعير جلبابا

یہ احادیث واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں عید کے موقعہ پر سب سے بڑا خوشی کا مظاہرہ نماز عید ہے جس کے اجتماع میں تمام چھوٹے بڑے، مرد اور خواتین حتی کہ صاحب حیض عورتیں بھی شامل ہوتیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خواتین کو فرمایا نماز سے الگ رہو مگر مسلمانوں کے ساتھ دعا میں ضرور شریک ہوں اور جس کے پاس حجاب نہیں وہ دوسری خاتون سے مانگ لے، یہ ارشاد گرامی کس قدر عید کے اجتماع میں خواتین کی شرکت کا تقاضا کرتا ہے۔

حرصا من الرسول علی شهودهن العید۔

(الصیام در رمضان ۲۵۱)

۱۰۷۔ تمام خواتین کو شرکت کا حکم

نماز عید کے اجتماع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کو اس میں شرکت کا خصوصی حکم فرماتے خواہ وہ حالت حیض میں کیوں نہ ہوں، ہاں ایسی خواتین کو حکم ہوتا کہ وہ نماز میں شریک نہ ہوں لیکن دعا و اجتماع میں ضرور شرکت کریں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تخرجهن فی الفطر والاضحیٰ العواتق والحیض و ذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلاۃ و یشهدن الخیر و دعوۃ المسلمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عیدین میں نکلنے کا حکم دیا حتی کہ تمام خواتین کو حکم تھا خواہ بوڑھی ہوں، صاحب حیض ہوں یا پردہ دار خواتین۔ ہاں حیض والی خواتین نماز سے الگ رہتیں خیر اور دعا میں شریک ہوتیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس جلباب نہ تو پھر فرمایا کوئی دوسری بہن اسے دے دے۔ (المسلم)

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یخرج نساءہ و بناتہ فی العیدین (ابن ماجہ، باب خروج النساء)

اپنی تمام ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کو نماز عید میں شریک فرماتے۔

۱۰۸- پیدل چل کر جانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یخرج الی العید ماشیاً و یرجع ماشیاً۔

عید گاہ پیدل تشریف لے جاتے اور پیدل ہی واپس آتے۔

(ابن ماجہ، باب الخروج الی العید)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔

ان من السنة ان تاتی العید ماشیاً۔

نماز عید کے لئے پیدل جانا سنت ہے۔

(الترمذی)

حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان یاتی العید ماشیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لئے پیدل تشریف لے جاتے۔

(ابنِ ماجہ)

۱۰۹- آمدورفت میں راستہ بدلنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لئے جس راستہ پر تشریف لے جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرے راستہ کو شرف بخشتے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا خرج الی العید یرجع فی غیر الطریق الذی خرج فیہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے لئے تشریف لے جاتے تو واپس دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔

(البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول تھا۔

اذا خرج الی العید یرجع فی غیر الطریق الذی خرج فیہ۔ (المسلم)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لئے تشریف لے جاتے تو اس راستہ پر واپسی نہ ہوتی بلکہ کسی دوسرے سے واپس آتے۔

شیخ ابن قیم اس مقدس معمول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قیل یسلم علی اھل الطریقین وقیل لینال برکۃ الفریقان وقیل لیتق حاجۃ من لہ حاجۃ عنھما وقیل لیظھر شعائر الاسلام فی سائر الفجاج والطرق وقیل لیغیظ المنافقین برؤیتھم عزۃ الاسلام واھلہ وقیام شعائرہ وقیل لتکثر شھادۃ البقاع فان الذاھب الی المسجد والمصلی احدی خطوفیہ ترفع درجۃ والاخری تحط خطیئۃ حتی یرجع الی منزلہ وقیل وھو الاصح انہ لذلک کلہ و

تاکہ دونوں راستہ والوں کو سلام کا شرف بخشیں بعض نے کہا تاکہ دونوں اطراف کے لوگوں کو برکت حاصل ہو جائے' بعض کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی تاکہ ہر کوئی اپنی حاجت عرض کر سکے بعض نے کہا تاکہ تمام راستوں میں شعائر اسلامی کا غلبہ ہو جائے بعض نے کہا تاکہ مسلمانوں کی عزت دیکھ کر اہل نفاق جل اٹھیں بعض نے کہا تاکہ کثرت کے ساتھ مقامات گواہ بن جائیں کیونکہ مسجد و عیدگاہ کی طرف ہر قدم اٹھانے پر گناہ کی معافی اور درجہ کی بلندی ہوتی ہے اور اصح یہ ہے کہ مذکورہ اور ان کے علاوہ بھی متعدد حکمتیں پیش نظر تھیں۔

لغيره من الحكم التی لا يخلو

فعله عنها۔

(زاد المعاد هديه فی صلاة العيدين)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی متعدد حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قيل ليسوی بينهما فی مزية الفضل بمروره او فی التبرك به او يشم رائحة المسك من الطريق التی يمر بها لانه كان معروفاً بذلك

تاکہ دونوں اطراف کے لوگ آپ کے گزرنے کے شرف کو برابر طور پر حاصل کر لیں' اس سے برکت پا لیں اور وہ خصوصی مہک پائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے سے راستہ کو حاصل ہو جایا کرتی تھی۔

(فتح الباری، ۲ : ۳۷۹)

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے حکمت یہ بیان کی ہے کہ راستہ اس لئے بدل لیتے۔

ليمر باكبر عدد من الناس فيهنئهم بالعيد ويسلم عليهم ليسرهم بذلك ويشع الفرح فی انفسهم ۔

تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی طرف گزر کر انہیں عید کی مبارک دی جائے انہیں سلام کا شرف عطا کیا جائے تاکہ ان کے دل اور سینوں میں خوشی کی مزید لہر دوڑ جائے۔

(هكذا صام رسول الله، ۲۰۶)

۱۱۰- عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز نہ پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں فقط نماز عید ادا فرماتے اس سے پہلے اور بعد

میں کوئی نماز ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی فقط دو رکعتیں ادا فرماتے۔

لم یصل قبلها ولا بعدها۔ ان سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھتے۔

(البخاری، باب الخطبۃ بعد العید)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر گھر میں دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

انہ کان لا یصلی قبل العید شیًا فاذا رجع الی منزلہ صلی رکعتین۔

آپ عید گاہ میں نماز عید سے پہلے کوئی نماز ادا نہ فرماتے ہاں جب گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔

(ابن ماجہ باب فی الصلوۃ قبل العید)

۱۱۱۔ بغیر اذان و تکبیر کے نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی جماعت اذان اور تکبیر کے بغیر کرواتے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العید غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد دفعہ بغیر اذان و تکبیر کے نماز عید ادا کی۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی العید بغیر اذان ولا اقامۃ　بغیر ازان و اقامت نماز عید ادا فرماتے۔

(الصیام و رمضان، ۳۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ۔　عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر اذان نہیں دی جاتی تھی۔

۱۱۲۔ نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں خطاب پہلے ارشاد فرماتے مگر عیدین میں نماز کی ادائیگی پہلے ہوتی اور خطاب بعد میں فرمایا کرتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر عیدگاہ تشریف لاتے تو۔

فیبداء بالصلوٰۃ　سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔

(المسلم کتاب صلاۃ العیدین)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

اول شیٔ یبداء بہ الصلاۃ　جس سے آپ نے ابتداء فرمائی وہ نماز تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لائے۔

فصلی فبداء بالصلوٰۃ　تو آپ نے سب سے پہلے نماز پڑھائی۔

(المسلم، صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں منقول ہے۔

يصلون العيد قبل الخطبة — تمام خطبہ سے پہلے نماز عید ادا فرماتے۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز عید ادا کی۔

كلهم كانوا يصلون قبل الخطبة — تمام کے تمام نماز عید خطبہ دینے سے پہلے پڑھاتے۔

(البخاری باب الخطبة بعد العيد)

۱۱۳۔ نماز میں سورۂ ق اور القمر کی تلاوت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

ما كان يقرأ به رسول الله صلى الله عليه وسلم في الاضحىٰ والفطر۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الاضحی اور فطر میں قرآن کا کونسا حصہ تلاوت فرمایا کرتے؟

تو انہوں نے بتایا۔

كان يقرأ فيهما۔ ق والقرآن المجيد واقتربت الساعة وانشق القمر۔ (المسلم) — ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ق و القرآن المجید اور اقتربت الساعۃ تلاوت فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلی" اور دوسری رکعت میں "ھل اتاک حدیث الغاشیہ" تلاوت فرماتے۔ (ابن ماجہ - باب القراۃ فی العیدین)

۱۱۴- خطاب نماز کے بعد فرماتے

نماز عید ادا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرماتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے عیدگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر سب سے پہلے نماز عید پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔

فیعظھم ویوصیھم ویأمرھم (المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ، نصیحت اور متعدد تعلیمات سے نوازتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عید پڑھنے کا شرف پایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھاتے اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہو کر خطاب فرماتے۔

فامر بتقوی اللہ وحث علی الطاعۃ ووعظ الناس و ذکرھم۔ (النسائی)

لوگوں کو اللہ کا تقوی اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور انہیں وعظ و نصیحت ارشاد فرماتے۔

۱۱۵- خطبہ کے درمیان بیٹھنا

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ کے دوران کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتے اسی طرح عید کے خطبہ کے دوران بھی کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتے۔

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدالفطر اذان و اقامت کے بغیر پڑھاتے۔

وکان یخطب خطبتین قائمًا

جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ان کے درمیان

یفصل بینهما بجلسة۔ — بیٹھ کر فصل فرماتے۔

(الصیام ورمضان، ۳۴۸)

۱۱۶۔ خطاب میں تکبیر کی کثرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کے دوران تکبیر (اللہ تعالی کی کبریائی) کی کثرت فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکبر بین اضعاف الخطبة ویکثر التکبیر فی خطبة العیدین۔ — عیدین کے خطبہ میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالی کی بڑھائی بیان فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب الخطبة فی العیدین)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے ایام مخصوصہ میں جو خواتین ہوتیں انہیں بھی عید کے اجتماع میں شرکت کا حکم تھا۔

الحیض یخرجن لیکن خلف الناس یکبرن مع الناس۔ — وہ بھی اجتماع میں شریک ہوتیں تمام کے پیچھے بیٹھتیں۔ جب لوگ تکبیر پڑھتے تو ان کے ساتھ وہ بھی اللہ کا نام بلند کرتیں۔

(ابوداؤد، باب خروج النساء)

شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فیسن الاقتداء بالنبی فی ھذا معلوم ان شعار التکبیر ھو شعار المسلمین فی العید۔ — تکبیر کہنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنی چاہئے اور یہ حقیقت ہے کہ عید کے موقعہ پر تکبیر کہنا مسلمانوں کا شعار ہے۔

(الصیام ورمضان، ۳۵۸)

۱۱/۷- خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب

عیدین کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے اجتماع میں خطاب فرمانے کے بعد، خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور انہیں الگ خطاب فرماتے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کی نماز پڑھائی اور پھر لوگوں کو خطاب فرمایا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فارغ ہوئے۔

فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال و بلال باسط ثوبہ یلقی فیہ النساء الصدقۃ

(البخاری، باب موعظۃ الامام النساء یوم العید)

تو خواتین کے اجتماع میں تشریف فرما ہوتے بلال سے ٹیک لگائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطاب فرمایا بلال چادر پھیلائے ہوئے تھے اور خواتین اس میں صدقات ڈال رہی تھیں۔

چند اہم معلومات

۱- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس لئے لے جایا گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن اور ناظم مالیات تھے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

لان بلالاً کان خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومتولی قبض الصدقۃ۔

(فتح الباری ۲ : ۳۷۳)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادم اور وصولی صدقات کے انچارج ہوا کرتے تھے۔

۲- حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جو صدقات اس موقعہ پر جمع کئے وہ صدقہ فطر نہیں تھا بلکہ یہ نفلی صدقات تھے کیونکہ بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ ابن جریج نے حضرت عطاء سے پوچھا۔

تو انہوں نے فرمایا۔

لا ولکن صدقة یتصدقن حینئذ یہ صدقہ نہیں تھا بلکہ اس موقعہ پر نفلی صدقات دیئے گئے۔

(البخاری، باب موعظۃ الامام)

۳۔ وہ عطیات تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ کے فقرا و مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

نقسمہ علی فقراء المسلمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صدقات مسلمان فقراء پر تقسیم فرما دیتے۔

(ابوداؤد، باب الخطبة یوم العید)

الغرض ہماری طرح گھر نہیں لے جایا کرتے بلکہ تمام تقسیم فرما کر گھر تشریف لے جاتے۔

اللہ تعالی ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ لوگوں سے ہم جس کی خاطر رقوم اور چندہ حاصل کرتے ہیں اس پر خرچ کریں نہ کہ اپنی ذات پر خرچ کر دیں۔ اللہ تعالی کا وہ ارشاد عالی ہر وقت سامنے رہنا چاہئے۔ جو لوگ یتامی کا مال ناجائز کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

۱۱۸۔ عید پر مبارکبادی

عید کے روز ایک دوسرے کو مبارک باد کہتے ہوئے دعا دینا بھی ثابت ہے امام ابن عدی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں عید کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

تقبل اللہ منا ومنک اللہ تعالی ہمارا اور آپ کا عمل قبول فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔

نعم تقبل اللہ منا ومنک	ہاں اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے قبول فرمائے۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن ابراہیم شامی ہیں جو ضعیف ہیں۔ (فتح الباری ۔ ۲: ۳۵۷)

لیکن اس کی تائید صحابہ کے معمول سے ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ہم نے محاملیات میں سند حسن کے ساتھ حضرت جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا یوم العید یقول بعضھم لبعض تقبل اللہ منا ومنک	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ عید کے روز جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے کہتے اللہ تعالیٰ ہم سب کے عمل کو قبول فرمائے۔

(فتح الباری ۲: ۳۵۷)

اس روایت کو امام سیوطی نے بھی "**وصول لا مانی باصول التھانی**" میں حسن قرار دیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ سے عید کے روز مبارک باد کہنے کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے بھی صحابہ کا یہی معمول نقل کرتے ہوئے کہا۔

اما الابتداء بالتھنئة فلیس سنة مامورا بھا ولا ھو ایضًا مما نھی عنه فمن فعله فله قدوة ومن ترکه فله قدوة (مجموعة الفتاوی ۲۴: ۲۵۳)	مبارک باد دینا نہ تو سنت اور مامور ہے اور نہ ایسی چیز ہے جس سے منع کیا گیا مبارک دینے اور چھوڑنے والے دونوں کے پاس دلیل ہے۔

شیخ قنولی' جواہر میں لکھتے ہیں سال' ماہ اور عید کی آمد پر لوگ ایک دوسرے کو جو مبارک دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

لم ار لاحد من اصحابنا کلاما فی التھنئۃ بالعید والاعوام والاشھر کما یفعلہ الناس۔

لوگ جو ایک دوسرے کو عید سال اور مہینوں کی آمد پر مبارک باد کہتے ہیں اس میں ہمارے علماء کو کوئی اعتراض نہیں۔

(زرقانی علی المواهب، ۱۱، ۲۲۳)

۱۱۹۔ صدقہ فطر کی تعلیم

اسلام نے ہر مرحلہ خصوصاً" خوشی کے موقعہ پر غرباء' یتامی اور مساکین کو یاد رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عیدالفطر کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل سلام کو صدقہ فطر ادا کرنے کی تلقین فرمائی' اچھے میزبانوں کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اپنے مہمان کا ہدایا اور تحائف کے ساتھ رخصت کیا کرتے ہیں' رمضان المبارک ہمارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے بطور مہمان آتا ہے ہمیں چاہئے ہم اسے تحائف کے ساتھ الوداع کہیں' صدقۃ الفطر اس کے تحائف میں شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دو دن عیدالفطر سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔

خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس قبل الفطر بیومین فامر بصدقۃ الفطر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے دو دون پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

(ابوداؤد، باب من روی نصف صاع)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

فرض رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ لازم فرمایا ہے۔

(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے۔

فرض رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر من رمضان علی الناس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر رمضان کے اختتام پر' صدقہ فطر لازم فرمایا ہے۔

(المسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر لازم کرتے ہوئے فرمایا کہ صدقہ فطر

طھرۃ للصائم من اللغو و الرفث وطعمۃ للمساکین۔

روزہ دار کے لغو اور فحش کلامی کے لئے طہارت اور مساکین کے لئے طعام کا ذریعہ ہے۔

(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

اغنوھم عن طواف ھذا الیوم

آج فقرا کو اسی طرح دو کہ انہیں کسی سے مانگنا نہ پڑے۔

(الصیام ورمضان، ۳۹۹، بحوالہ بیہقی)

گھر کے ہر فرد کی طرف سے

صدقہ فطر گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا بچہ' خواہ وہ مرد ہو یا خاتون۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کروایا صدقہ فطر ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ذکرا او انثی حرا وعبد صغیر اوکبیر ۔ (الترمذی)

خواہ وہ مرد ہے یا عورت خواہ وہ آزاد ہے یا غلام خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے انہوں نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ہر ایک پر لازم فرمایا ہے۔

حرا و مملوک ذکرا او انثی صغیرا وکبیرا ۔

خواہ وہ آزاد ہے یا غلام خواہ وہ مرد ہے یا عورت' خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا۔

اس کی مقدار

اگر کھجور یا جو ہوں تو ان کا ایک ایک صاع اور اگر گندم ہو اس کا نصف صاع لازم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ھذہ الصدقۃ صاعا من تمرا وشعیرا ونصف صاع من قمح ۔

یہ صدقہ ایک صاع ہوتا ہے اگر کھجور یا جو ہوں اور اگر گندم ہو تو نصف صاع۔

(ابوداؤد باب من روی نصف صاع)

ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر کی ادائیگی رمضان المبارک میں کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ ہاں نماز عیدالفطر ادا کرنے سے پہلے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

امر بزکاۃ الفطر ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلاۃ

لوگوں کے نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

(البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر تمہارے روزے میں کئے جانے والے لغو کاموں اور فحش کلام کا ازالہ کرتا ہے اور مساکین کا سبب طعام ہے۔

فمن اداھا قبل الصلاۃ فھی زکاۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلاۃ فھی صدقۃ من الصدقات۔

جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا تو یہ مقبول صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ فقط صدقہ ہے۔

(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا یہ معمول ملتا ہے۔

کانوا یعطون قبل الفطر لیوم اویومین۔

وہ فطرانہ عید سے قبل ایک یا دو دن ادا کر دیتے تھے۔

(البخاری)

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

یؤدیھا قبل ذلک بالیوم والیومین۔ (ابوداؤد، باب متی یؤدی)۔

آپ عیدالفطر سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے۔

آیئے قربِ مصطفےٰ ﷺ پائیں
شرح، اج سک متراں دی
حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
مزاح نبوی ﷺ
علماءِ نجد کے نام اہم پیغام
اللہ اللہ حضور کی باتیں (ایک ہزار احادیث کا مجموعہ)
جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
مقصد اعتکاف
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
مسئلہ ترک رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں
محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
نعل پاک حضور ﷺ
صحابہ اور علم نبوی ﷺ
روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
تفسیر سورۃ الکوثر
تفسیر سورۃ القدر
قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
امامت اور عمامہ
تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح

معراجِ حبیبِ خدا ﷺ
شاہکار ربوبیت ﷺ
ایمان والدین مصطفےٰ ﷺ
حضور ﷺ کا سفر حج
امتیازات مصطفےٰ ﷺ
در رسول ﷺ کی حاضری
ذخائر محمدیہ ﷺ
محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
فضائل نعلین حضور ﷺ
شرح سلام رضا
نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
نماز میں خشوع خضوع کیسے حاصل کیا جائے
حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے
اسلام اور تحدید ازواج
اسلام میں چھٹی کا تصور
مسلک صدیق اکبر عشق رسول ﷺ
شب قدر اور اسکی فضیلت
صحابہ اور تصور رسول ﷺ
مشتاقانِ جمال نبوی ﷺ کی کیفیاتِ جذب و مستی
اسلام اور احترام والدین
والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
نسب نبوی ﷺ کا مقام
عصمتِ انبیاءؑ
اسلام اور خدمت خلق
تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
فضیلت درود و سلام

آثار رسول ﷺ کی عظمتیں
حضور ﷺ رمضان کیسے گذارتے؟
صحابہ کی وصیتیں
رفعت ذکر نبوی ﷺ
کیا رسول اللہ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
حضور ﷺ کی رضائی مائیں
ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
عورت کی امامت کا مسئلہ
عورت کی کتابت کا مسئلہ
منہاج النحو
منہاج المنطق
معارف الاحکام
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پانزدہم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
صحابہ اور محافل نعت
صحابہ کے معمولات
خواب کی شرعی حیثیت
حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
علم نبوی ﷺ اور منافقین
نظام حکومت نبوی ﷺ
وسعت علم نبوی ﷺ